عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۱۲ تا ۱۸ شوال ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ فروری ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۲۹

نئے وزیراعظم کی خدمت میں!

امام طحاویؒ کے نزدیک قیاس کی حجیت

مجھے اندر کی بات معلوم ہو گئی!

میدانِ مباحثہ

مولانا غلام غوث ہزارویؒ
عظیم مذہبی و سیاسی رہنما

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

قیمت: ۵ روپے

جھوٹے نبی کا انجام

س..... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکان نبوت پر روشنی ڈالئے اور بتایئے کہ جھوٹے نبیوں کا انجام کیا ہوتا ہے مرزا قادیانی کا انجام کیا ہوگا؟

ج..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں، جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے چنانچہ تمام جھوٹے مدعیان نبوت کا اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا۔ خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا اور دم واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

کلمہ شہادت اور قادیانی

س..... اخبار جنگ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے عنوان کے تحت آنجناب نے ایک سائل کے جواب میں کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا طریقہ کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ:

"غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھادیجئے مسلمان ہوجائے گا"۔

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظرثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ج..... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت کے ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے مسلمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے"

(تذکرہ طبع جدید ص ۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"۔ (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد) قادیانی کو نہیں مانتا وہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈا

س..... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے اخبار میں بھی آیا تھا برائے مہربانی مجھے بتائیں میں اسے کیا جواب دوں؟

ج..... اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے نہ اس پر سزا دی جاتی ہے البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے۔

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۳۹

۱۲ تا ۱۸ شوال ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۲۱ تا ۲۷ فروری ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

مُدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مُدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا نذیر احمد تونسوی
○ مولانا منظور احمد حسینی — ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل وتزئین: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے — ششماہی: ۱۲۵ روپے — سہ ماہی: ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش نمبر ۹۔۷۔۳۸ کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

نئے وزیر اعظم کی خدمت میں	۴
مجھے اندر کی بات معلوم ہو گئی	۶
میدان مباحثہ	۸
حیات عیسیٰ علیہ السلام	۱۳
مولانا غلام غوث ہزاروی "عظیم مذہبی و سیاسی رہنما"	۱۷
امام طحاوی کے نزدیک حجیت حدیث	۲۰
گناہوں کے نقصانات	۲۳
اخبار ختم نبوت	۲۵

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان فون 514122-583486، فیکس 542277

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳، بزرٹہ لائن، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نئے وزیر اعظم کی خدمت میں!

الحمدللہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالی کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے کمزور بندوں کی توبہ و انابت قبول فرماکر اس ملک کو عورت کی حکمرانی کی لعنت سے نجات عطا فرمادی۔

آج کی صحبت میں ہم نئے کامیاب اور بر سراقتدار آنے والے حضرات کی خدمت میں چند مخلصانہ معروضات پیش کرنا چاہیں گے۔

اس وقت انتخابات ۱۹۹۷ء کے نتیجے میں جناب میاں نواز شریف کو اللہ تعالی نے اس قدر واضح اکثریت سے کامیابی سے ہمکنار فرمایا ہے کہ اس کی حریف جماعتیں ششدر رہ گئیں۔ خصوصاً "پی پی کے لئے اقتدار میں آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

○ ان حالات میں جناب میاں نواز شریف صاحب کو بارگاہ عالی میں پہلے سے زیادہ جھک جانا چاہئے اور اسے اللہ تعالی کی عطا' عنایت اور فضل و احسان سمجھتے ہوئے اللہ تعالی کی مخلوق کی خدمت اور ان کی خیر خواہی میں پہلے سے زیادہ متحرک اور فعال کردار ادا کرنا چاہئے۔

شیطان عام طور پر ایسے موقع پر انسان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور انسان سمجھتا ہے کہ یہ میرا کمال ہے کہ لوگوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ یا میری فلاں حکمت عملی کارگر ہوئی جس کا یہ اثر ہے.........وغیرہ وغیرہ

یہ فریب ہے جسے نفس و شیطان خوبصورت انداز سے پیش کرتے ہیں' یہ ان کی چالاکی ہے کہ ان کے مکر کو بغیر کسی شک و شبہ کے اپنالیا جاتا ہے۔ ہمیں اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ : "بے شک تم لوگ حکومت کی حرص کروگے اور یہ قیامت کے دن ندامت و افسوس کا ذریعہ ثابت ہوگی' پس جب یہ دودھ پلاتی ہے تو خوب پلاتی ہے اور جب دودھ چھڑاتی ہے تو بری طرح چھڑاتی ہے"۔ اس حدیث نبوی کا مضمون ہر وقت پیش نظر رہنا چاہئے' یہ حکومت ہمارے پاس ہمیشہ نہیں رہے گی۔ اگر ہمارے پاس حکومت و اقتدار آجائے تو سرکاری خزانہ اور قومی املاک کو اپنے اور اپنے متعلقین' اعزہ و اقرباء اور پارٹی ممبران کے لئے شیرمادر نہیں سمجھنا چاہئے' بلکہ اسے قوم و ملک اور اللہ تعالی کی امانت سمجھنا چاہئے۔ اول تو دنیا میں' نہیں تو آخرت میں اس کے محاسبہ کا احساس دامن گیر رہنا چاہئے۔ تاکہ دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی مقدر نہ ہو۔

○ جناب میاں صاحب کو اللہ تعالی نے دوسری بار اس امتحان میں ڈالا ہے۔ جس میں اس کے پیش رو دو بار اللہ کے عذاب کی شکل میں قوم و ملک پر مسلط ہوئے۔ میاں صاحب کو ان کے اتار چڑھاؤ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اگر انہوں نے اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا نہ کی یا انہوں نے اب بھی عنان اقتدار ایسے ہی لوگوں کے حوالہ کی جو قوم و ملک اور اسلام کے بہی خواہ نہیں' بلکہ انہیں اپنے مفادات کی تجوریوں سے غرض ہے' تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی جس طرح مسند اقتدار پر متمکن فرمانا جانتے ہیں اسی طرح اس سے اتارنا بھی جانتے ہیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

○ ان سے گزشتہ دور اقتدار میں جو جو کوتاہیاں ہوئی ہیں مثلاً "سودی نظام کی سرپرستی یا رواج دہی' اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں کی عدم ترویج' علماء اور صلحاء سے رابطہ نہ رکھنا' اپنے گرد بے خدا قوتوں اور افراد کا اجتماع' اور دین دار سیاستدانوں سے بے اعتنائی وغیرہ وغیرہ (چاہے عمداً "ہوں یا سہواً") اس بار ان کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور سابقہ کوتاہیوں پر اللہ تعالی کی بارگاہ میں نہایت عجز و نیاز سے توبہ کرنی چاہئے۔ میاں صاحب احکام خداوندی اور قانون الہی کی پاسداری فرماویں تو اللہ تعالی خزانہ غیب سے ان کی اور ان کے اقتدار کی حفاظت فرماویں گے۔

ہماری بنیادی غلطی یہ ہے کہ ہم تنے کی بجائے شاخوں سے اور خالق کے بجائے مخلوق سے جڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ مخلوق کے قلوب اللہ تعالی کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں' ان کو جس طرح چاہتے ہیں پھیرتے ہیں۔ جس کے لئے چاہتے ہیں اپنے بندوں کے قلوب کو اس کی طرف متوجہ فرمادیتے ہیں اور جس کے لئے چاہتے ہیں قلوب کو اس کی طرف سے پھیرلیتے ہیں۔ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس اصول

کی پاسداری کرنا چاہئے' اور ہمارا مخلوق کے بجائے خالق سے طاعت و عبادت کا مضبوط رشتہ ہونا چاہئے۔

○ حکومت کی تشکیل کے وقت قرابت و تعلق داری اور پارٹی مفاد سے بالا تر ہو کر ذی استعداد' خدا ترس' دیانت دار ملک و ملت کے خیر خواہ مسلمان حضرات کا انتخاب کیا جائے۔ قوم و ملک کے غدار خصوصاً" قادیانی اور مرزائی نبوت کے وفاداروں کو یہود و ہنود کی جاسوسی کا موقع نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ ایسے لوگ جہاں کہیں ہوں ان کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنی چاہئے۔ اور ان کو کلیدی عہدے نہ دیئے جائیں' اگر پہلے سے وہ اس پر فائز ہیں تو ان کو ہٹانا چاہئے۔

○ ملک کے قانونی اور انتظامی نظام کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے ۱۹۷۳ء کے آئین اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات سے بھرپور مدد لی جائے اور اس کے نفاذ کے لئے اسمبلی سے منظوری لے کر آئین میں ترمیم کرکے اسے آئین کا حصہ بنایا جائے۔ اسی طرح عورت کی حکمرانی کا مسئلہ اس بار طے ہو جانا چاہئے کہ پاکستان کے آئین کی روشنی میں اس ملک میں وزیر اعظم کے منصب پر کوئی عورت فائز نہیں ہو سکتی۔ تاکہ آئندہ کے لئے ہم اس بدنما داغ سے محفوظ ہو جائیں۔

○ عائلی قوانین ہمارے ہاں ایوب خان کی میراث کے طور پر چلے آرہے ہیں حالانکہ ان کی بعض دفعات اسلام کے خلاف ہیں انہیں ختم کرنا چاہئے۔

○ میاں نواز شریف صاحب اللہ تعالیٰ کی کمزور مخلوق کے ساتھ خاص طور پر نرمی اور پستے ہوئے طبقے کی معاشی بدحالی اور ان کی مظلومیت پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے زیر اقتدار علاقہ کا کوئی انسان خدانخواستہ بروز قیامت بارگاہ عالی میں آپ کے خلاف استغاثہ پیش کرے اور آپ کے لئے جواب دہی مشکل ہو جائے۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں نواز شریف اور ان کے رفقاء کو اس امتحان میں کامیابی اور قوم و ملک کی توقعات پر پورا اترنے اور اسلامی دفعات کی پاسبانی اور نفاذ اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اور اب قرآن کریم کی توہین!

گزشتہ ہفتہ خانیوال میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی' مسلمان اس پر مشتعل ہو گئے' ہنگامہ آرائی ہوئی' فائرنگ اور جلاؤ گھراؤ ہوا۔ اخباری اطلاع کے مطابق ایک مسلمان شہید اور درجنوں زخمی ہو گئے شہر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

گزشتہ سال اس سے ملتا جلتا واقعہ گوجرانوالہ کی نواحی بستی میں پیش آیا۔ جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ شومئی قسمت کہ دونوں واقعات میں کئی اعتبار سے مماثلت ہے۔ ایک یہ کہ دونوں واقعات میں عیسائی حضرات ہی مجرم قرار دیئے گئے۔ دوم یہ کہ دونوں میں مسلمانوں کی محبوب ترین متاع کی توہین کرکے انہیں مشتعل کیا گیا۔ سوم یہ کہ دونوں واقعات کے بعد عیسائی برادری نے اپنی مظلومیت کا ڈھول پیٹا۔

ان واقعات کا تسلسل بتاتا ہے کہ یہ کسی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہیں' جس میں مسلمانوں کی غیرت ایمانی کا امتحان لینا مقصود ہے۔ یہ ہماری حکومت و انتظامیہ کی نااہلی ہے کہ وہ اس کے سدباب میں ناکام رہی ہے' اگر مجرموں کو قرار واقعی سزا دے دی جاتی تو یقیناً" یہ واقعہ نہ دہرایا جاتا۔ اب بھی وقت ہے کہ اس گستاخی کے مجرموں کو گرفتار کرکے عبرت ناک سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ ایسی گستاخی کی کوئی جرات نہ کر سکے۔ اگر اس سے غفلت برتی گئی تو اس کے نتیجے میں بھڑکنے والی آگ سے کوئی محفوظ نہیں رہے گا حتی کہ حکمران طبقہ بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکے گا۔

ہم عیسائی برادری سے بھی کہیں گے کہ انہیں پاکستان میں رہتے ہوئے کسی کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا چاہئے بلکہ اپنی اور اپنے دین و مذہب کی سلامتی کے لئے مسلمانوں کی مقدس ہستیوں کا احترام ملحوظ رکھنا چاہئے۔ ورنہ پاکستان میں کم از کم ان کے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ خانیوال کے واقعہ سے انہیں عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ اگر حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری نہ کی تو الحمدللہ مسلمان قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی عزت و عظمت کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ اجمعین

مجھے اندر کی بات معلوم ہو گئی!

بریگیڈیئر (ر) احمد نواز خان

انیسویں صدی عیسوی اور اس کے نصف آخر میں تمام ممالک اسلامی کو اور مسلمانان ہند کو خوفناک اور صبر آزما حالات کا سامنا رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں یورپ کی استعمار پسند قوموں نے ایشیاء اور افریقہ کی ان سرزمینوں پر جن میں مسلمان آباد تھے، بالا بول رکھا تھا اور اسلامی ممالک یکے بعد دیگرے ان مسیحی اقوام کے زیر قبضہ آتے چلے جا رہے تھے مسلمانوں کی بارہ سو سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب عیسائیت نے ان پر اقتدار حاصل کرنا شروع کیا۔ اس سے پہلے عیسائیوں اور مسلمانوں میں جس قدر جنگیں ہوتی رہیں ان میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہتا تھا اور یورپ کی مسیحی طاقتیں کئی دفعہ صلیبی جنگیں کر کے مسلمانوں کے مقابلے میں ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھ چکی تھیں۔ اس صدی کے تصادم اور اس میں عیسائیوں کا پلہ بھاری رہنے کے باعث یورپ کی مسیحی حکومتوں کے مدبروں اور پادریوں کو ان مسائل پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو انہیں آزاد اسلامی ممالک یا مفتوح مسلمان قوموں کے مقابلے میں اپنا اقتدار قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لئے پیش آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ہر جگہ مسلمانوں کی مذہبیت عیسائیوں کے مقاصد کی راہ روک رہی ہے۔ مسلمانوں کا جذبہ جہاد ان کے عزائم کے لئے زبردست خطرہ ہے اور مسیحیت کا مذہبی پیغام جو افریقہ کی غیر مسلم اقوام کو نہایت آسانی سے مغربی استعمار کا مطیع و غلام بنانے میں کامیاب ہو رہا ہے، اسلام کے مقابلے میں کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ تھی کہ انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر گلیڈ اسٹون اور فرانس و روس کے بعض مدبروں اور پادریوں نے صاف الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ جب تک قرآن حکیم موجود ہے، مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں کے مذہبی اور دنیاوی اقتدار کو خطرہ لاحق رہے گا۔ یورپ والے دیکھتے تھے کہ اسلامی ممالک میں جہاں جہاں وہ اپنے استعمار کا پرچم لے کر پہنچتے ہیں، مسلمانوں کا مذہبی جذبہ ان کی مخالفت پر کمربستہ نظر آتا ہے۔ اگر افغانستان میں محمد اکبر خان اور ہندوستان میں مغل مرزا اور بہادر شاہ ظفر میں تو سوڈان اور صومالی لینڈ میں محمد المہدی اور ملائے کبیر ایسے قائدین پیدا ہو کر ان کی استعماری اسکیموں پر ضرب کاری لگاتے ہیں۔ اور تیونس، الجزائر، مراکش، مصر، طرابلس، غرض ہر جگہ انہیں ایک ہی قسم کے خیالات اور ایک ہی طرح کے جذبات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ ان حالات میں انہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے مذہبیت کا اثر زائل کرنے اور ان کے درمیان طرح طرح کے دینی فتنے کھڑے کرنے اور انہیں ترقی دینے کی تجاویز سوچنی شروع کر دیں۔ جس کا ایک نمایاں اثر اس دنیاوی طریق تعلیم سے ہوا جس نے مسلمانوں کو مذہب سے بیگانہ بنا دیا۔ اس قسم کی کوششوں کا دوسرا نتیجہ مختلف قسم کی ملحدانہ تحریکات کی شکل میں رونما ہوا جو تخریب دینی کے لئے معرض ظہور میں لائی گئیں۔ ایسی ہی تحریکات میں سے ایک تو بہائیت اور بابیت کی وہ تحریک ہے جس نے روسی ڈپلومیسی سے ہر قسم کا فیض حاصل کر کے ایران کی وحدت ملی کو خراب کرنا شروع کر دیا تھا اور دوسری مرزا غلام احمد کی تحریک قادیان۔

اس تحریک کی حقیقت سے شناسا ہونے کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عہد زار کے روسی استعمار نے ایران میں نفاق کا بیج بولنے کے لئے محمد علی باب کو پیدا کیا جس نے ایران میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی اور روس کی امداد کے بل پر اپنے پیروؤں کی ایک مضبوط جماعت کھڑی کر لی جس نے ایران میں بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ ایرانی مسلمان بزور شمشیر اس فتنے کا سر کچلنے میں کامیاب ہو گئے اور اس تحریک کے سرغنے بھاگ کر دولت عثمانیہ کے ممالک میں پناہ گزیں ہوئے۔ مملکت عثمانیہ کی فضا نبوت و مہدویت اور الوہیت کے دعوے داروں کے لئے سازگار نہ تھی، لہٰذا وہاں کچھ عرصہ نظر بند رہنے کے بعد انہوں نے مالٹا اور قبرص کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور یورپ و امریکہ کے مختلف ممالک کا چکر لگاتے رہے۔ بہائی مذہب کے عقائد اور بہائی تحریک کے ارتقاء کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آجائے گا کہ مرزائیت نے اسی تحریک سے ہندوستان میں سر اٹھانے کا سامان حاصل کیا، مرزا صاحب کے اکثر دعوے اور طریق استدلال تمام تر بابیوں اور بہائیوں کے دعاوی اور ان کے طریق استدلال کا فوٹو اسٹیٹ تھا۔ اگر بہائی اور بابی تحریک کا مقصد روس استعماری مقاصد کے لئے ایران کی قومی اور ملی وحدت کو برباد کرنا تھا، تو قادیانی تحریک کا مقصد ہندوستان میں برطانیہ کے استعماری مقاصد کے قیام و دوام کے لئے راستہ صاف کرنا، ایران کے مسلمانوں نے اس خطرہ عظیم کو جلد محسوس کر لیا، لیکن ہندوستان کے مسلمان جو محکوم ہو چکے تھے قادیانیت کے خطرے کے سیاسی پہلو سے غافل رہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اسے فتنے کی سیاسی حیثیت کے متعلق کچھ کہنے سے معذور بھی تھے۔ انیسویں صدی مسیحی کے نصف آخر میں ۱۸۵۷ء کے ناکام جہاد آزادی کے باعث وہ اس قدر دبا دیئے گئے تھے کہ حکمرانوں کے خوف کے باعث کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔

سوڈان' صومالی لینڈ' افغانستان اور ہندوستان کے تجربات نے برطانیہ کے استعمار پسند مدبروں کے دلوں میں یہ اندیشے پیدا کردیئے تھے کہ مسلمان اپنے صحیح عقائد پر قائم رہے تو کسی نہ کسی وقت اس استعمار کے لئے زبردست خطرہ بن سکتے ہیں۔ ان کے سامنے بابی اور بہائی تحریک کا تجربہ بھی تھا جو روس کی استعماری ریشہ دوانیوں نے ایران میں کیا تھا۔ وہ اس تاک میں تھے کہ اس قسم کی کوئی تحریک ہندوستان میں شروع کرائی جائے۔ اس مقصد کے لئے برطانوی استعمار کے ایجنٹوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو منتخب کیا' مرزا صاحب نے حکم ملتے ہی دیئے گئے مشن پر کام شروع کردیا۔

سیاسی حیثیت سے برطانوی استعمار کو مسلمانوں کا جذبہ جہاد اپنے مقاصد کی راہ میں ایک خوفناک دیوار نظر آیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد حکومت نے اس جذبے کو دبانے کے لئے پابندی لگا رکھی تھی کہ کوئی شخص انگریزوں کو نصاریٰ کی اسلامی اصطلاح سے یاد نہ کرے۔ دین فروش اور دنیا پرست "عالموں" سے مذہبی حیثیت میں بادشاہ وقت کی اطاعت فرض قرار دینے کے لئے پروپیگنڈا کرایا گیا اور **اطیعواللّٰہ واطیعوالرسول واولی الامر منکم** کی نئی نئی تفسیریں سامنے آنے لگیں۔ جس زمانے میں مرزا صاحب اپنے عجیب و غریب دعوؤں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آئے اس وقت تک ہندوستان کے لئے مسلمان امراء اور علماء جنہیں اسلامی حکومت کی بربادی کا احساس تھا' تقریباً" ناپید ہوچکے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے حادثے کے بعد جس میں مسلمانوں کو خوفناک تباہی کا سامنا ہوا' مسلمانوں کی ایک نسل ایسے دور میں سے گزری جو دینی اور دنیاوی تعلیم سے یکسر بیگانہ تھی۔ گویا نئے خیالات اور نئے اثرات کو قبول کرنے کے لئے زمین ہموار ہوچکی تھی۔ ان حالات میں مرزا صاحب نے اس راہب کی تبلیغ شروع کی جس کے پیش نظر مسلمانوں کے عقائد کی دنیا میں حسب ذیل انتشار پیدا کرنا تھا:

○ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر دین کی تکمیل اور نبوت کے خاتمے کا عقیدہ صحیح نہیں اور نبوت و رسالت کے دروازے تاقیام قیامت کھلے ہیں یعنی ایسے پیغمبر مبعوث ہوسکتے ہیں جو نوع انسانی کو دینی حیثیت سے نئے نئے پیغامات سنائیں گے' ایسے ہی پیغمبروں میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

○ حج کے لئے مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا اجتماع ضروری نہیں یہ ثواب قادیان کی ارض حرم میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ میں جاکر حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ کی برکات اب اس نئی ارض مقدس (قادیان) پر نازل ہورہی ہیں۔

○ اس نئے پیغمبر نے کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کے دین و دنیا کی حفاظت اور مقابلے کے لئے جہاد کو منسوخ قرار دے دیا ہے (اگرچہ غیر مسلم ابھی تک اسلام اور مسلمانوں کے مقابلے میں آمادہ جنگ ہیں)

○ ایسا مہدی آخرالزمان جس کے متعلق مسلمانوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وہ اس وقت اسلامی لشکروں کی قیادت کرے گا جب کفار نے چاروں طرف سے ہجوم کرکے مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ پر چڑھائی کررکھی ہوگی پیدا نہ ہوگا کیونکہ احادیث میں جس مہدی کے آنے کا تذکرہ موجود تھا وہ (مرزا غلام احمد) قادیان میں آچکا اور اس نے جہاد کرنے کے بجائے اسے منسوخ قرار دے دیا۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دجال کو قتل اور اس کے فتنے کا خاتمہ فرمائیں گے فوت ہوچکے۔ لہٰذا وہ بھی نہیں آسکتے۔ اس ابن مریم کی جگہ قادیان کا ابن چراغ بی بی (مرزا غلام احمد) آگیا۔ اور اس نے دجال کو اس کی اطاعت اپنے پیروؤں پر فرض قرار دے کر "قتل" بھی کردیا۔

○ انگریز حکمرانوں کی غیر مشروط حمایت سلطنت برطانیہ کی خیر خواہی و خدمت نئے دور کے مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے۔

○ چونکہ روئے زمین کے تمام مسلمان اس نئے پیغمبر (مرزا صاحب) کی نبوت پر ایمان نہ لانے کے باعث بارگاہ الٰہی میں قہر اور عذاب کا شکار ہیں' لہٰذا کسی قسم کی ہمدردی کے مستحق نہیں۔ ترکی مٹتا ہے تو مٹ جائے' ایران فنا ہوتا ہے تو ہوجائے عرب پر اغیار کے قبضہ جمارہے ہیں تو جمالیں' اور ان ممالک میں بسنے والی مسلمان قومیں غلام بنتی ہیں تو بنتی چلی جائیں! مرزا صاحب کے اس نئے مذہب اور ان کے پیروؤں کو ان سے کسی قسم کا سروکار نہیں۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کی تعلیم دینے والا مذہب کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان تمام عقائد کو اور ان کے دماغوں سے ان تمام خیالات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے جو انہیں کسی نہ کسی موقع پر برطانیہ کی استعماری کوششوں سے متصادم کرنے کے امکانات کے حامل تھے۔ جہاد' مہدی آخرالزمان کے ظہور کا انتظار' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی امید غرض ہر وہ شے جو مسلمان کے دل میں اس مغربی استعمار سے چھٹکارے اور رہائی کی امید پیدا کررہی تھی' کو زائل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اخوت اسلامی کے اس جذبے کو جو مراکشی مسلمان' کو چینی مسلمان کی تکلیف کا ساجھی بنانے والا ہے' دور کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ ان تمام امور کا اعتراف مرزا غلام احمد کی اپنی تحریرات میں موجود ہے' جنہیں پڑھنے کے بعد کسی شخص کو اس امر میں شبہ کی گنجائش نہیں رہ سکتی کہ مرزا صاحب حکومت برطانیہ کے سرکاری نبی تھے اور جو کچھ انہوں نے کیا' وہ دین کی خاطر نہیں کیا' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر نہیں' بلکہ برطانوی سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا' جس کے زیر سایہ انہیں اتنا بڑا فتنہ پھیلانے کا موقع مل گیا تھا۔ حکومت برطانیہ کے کارندے جو مہدی سوڈانی کے مقابلے میں لشکر بھیجتے اور اسے اس قدر خطرناک

سمجھتے ہیں کہ اس درویش باخدا کی ہڈیاں تک قبر سے نکال لیتے ہیں' قادیانی مہدی کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سوڈان کا مہدی مسلمانوں کے ان عقائد کی ایک جیتی جاگتی مخلوق تھا جو آخری زمانے کے فتنوں کے متعلق ان میں موجود ہیں۔ اور قادیان کا مہدی برطانوی سرکار کی اس خواہش کی پیداوار تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے مہدی آخرالزمان کے ظہور کی امیدیں ختم ہو جائیں تاکہ ان کے لئے برطانیہ کے استعمار پر انحصار کرنے اور اس کی مخالفت کا ارادہ ترک کرنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہ جائے۔

یہ حقیقت تو ظاہر ہے کہ قادیانی تحریک کی کوئی کل دین اسلام کے مسلمہ معیار پر پوری نہیں اترتی اور اس تحریک کے بانی کے پاس بے سروپا تاویلوں اور عقل انسانی کی تذلیل کرنے والی دلیلوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ نئے عقائد جن پر مرزا صاحب نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے' کا ذکر گزشتہ کالموں میں آپ کی نظر سے گزر چکا ہے۔

ان سات ارکان پر مرزائیت کی عمارت کا سارا ڈھانچہ قائم ہے' اس پس منظر کو ایک آنکھ دیکھ لینے کے بعد معمولی سے معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جان سکتا ہے کہ اس نئے مذہب کی تخلیق کا مقصد کیا تھا۔ حکومت برطانیہ کے مدبروں اور پادریوں کو اس دور میں اپنے مقاصد کے لئے آلہ کار بننے والے اشخاص کی ہی ضرورت ہے یہ ضرورت مرزا صاحب نے بطریق احسن پوری کردی۔ یہ الگ بات کہ برطانوی حکومت کی بھرپور' خفیہ اور کھلی امداد کے باوجود مسلمانان ہند کا ایک نہایت ہی قابل ذکر طبقہ مرزا صاحب کا شکار ہو سکا اور جن مقاصد کے لئے یہ تحریک شروع کرائی گئی تھی' وہ دوسرے طریقوں سے حاصل ہو گئے۔ کوشش تو یہ تھی کہ مسلمانوں سے دنیا کے ساتھ دین کی دولت بھی چھین لی جائے' لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے دین کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا اور یکسر دشمن و مخالف فضا کے باوجود اسے محفوظ رکھا۔ اب ذرا اس کارنامے کی کسی قدر تفصیل خود مرزا صاحب کی زبانی سن لیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ قادیانیت دراصل کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ جو اغیار نے مسلمانوں کو ان کے دین اسلام سے دور ترلے جانے اور اسلام کو برباد کرنے کے لئے کھڑا کیا تھا۔ مرزا صاحب نے ایک جگہ اپنی شان نزول اور اپنے مشن کے مقاصد یوں بیان کئے ہیں:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں' ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

اس نثر کے ساتھ مرزا صاحب نظم میں ارشاد فرماتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
(درثمین)

گویا مرزا صاحب نے بیک کشش قلم محمد المہدی سوڈانی' شیخ سنوسی' غازی انور پاشا' غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور اس دور کے سینکڑوں دوسرے مجاہدین اسلام کو خدا کا دشمن اور نبی کا منکر اس لئے بتا دیا کہ ان کی جدوجہد مغربی استعمار کے پھیلنے کی راہ میں حائل ہوئی!!

قادیانی جماعت کن مقاصد کے لئے تیار کی جا رہی تھی' اس کے متعلق مرزا صاحب کے ایک اشتہار کی عبارت کتاب "الہامی قاتل" سے نقل کی

پسند فرمودہ
حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی

تحفۂ دُلہن

شادی میں دینے کے لئے ایک بہترین دینی تحفہ

تالیف
مولانا محمد حنیف عبدالمجید

سُسرال جانے والی بیٹی کو نصیحت

عورت پر بیوی ہونے کی حیثیت سے اسلامی ذمہ داریاں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور نیک عورتوں کی عملی مثالیں، شوہر کی اطاعت، عزت، خدمت اور شوہر سے محبت، نیک بیویوں کی صفات۔ میاں بیوی کے آپس کے جھگڑوں سے بچنے کی بہترین تدبیریں اور ساس، نند، دیورانی، جیٹھانی کی ناچاقیوں سے بچنے اور ہر گھر کی تمام پریشانیوں اور غموں سے نجات پانے کے بہترین نفسیاتی اصول، مفید ہدایات، بزرگوں کی نصیحتوں پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے۔

دُلہن ان ہدایات پر عمل کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہر گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اور دین و دُنیا میں سُرخروئی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنے قریبی بک اسٹال سے یا ہم سے براہ راست طلب فرمائیں۔

(۱) زمزم پبلشرز نزد پاکستان چوک۔ کراچی 74200 فون 2625708
(۲) صدیقی ٹرسٹ النظر اپارٹمنٹ لسبیلہ چوک کراچی 74200 فون 7224292
گھر بیٹھے حاصل کرنے کے لئے 5863495

جاتی ہے۔

"مرا باپ اور بھائی غدر ۱۸۵۸ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔" (الہامی قاتل نمبر۱ جلد ۱۸ ص ۵)

غرض مرزا صاحب اپنی کتب میں جابجا گورنمنٹ کے احسانات کا تذکرہ کرتے اور اس گورنمنٹ پر اپنا یہ احسان جتاتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کے عقیدہ جہاد کی تردید پر اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور ایک درخواست میں جو مرزا صاحب نے اپنے وقت کے لیفٹیننٹ گورنر کو لکھی ہیں اس امر کا صاف طور پر اعتراف بھی کر لیا ہے کہ وہ اور ان کا خاندان اور ان کی جماعت یعنی ان کے سلسلے کا سارا تار و پود اور تمام جہام گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا ہے' لکھا ہے :

"التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے ..... اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۲۰)

مرزا صاحب اپنی جماعت کے قیام کا مقصد ایک اور مقام پر بدیں الفاظ ظاہر فرماتے ہیں:

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۷)

"اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں' صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جاں خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ و ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے چنانچہ پرچہ بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے' اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔" (ضمیمہ کتاب البریہ ص ۹۰)

ان خدمات کے علاوہ جو مرزا صاحب نے مسئلہ جہاد کی مخالفت اور اسلامی عقائد کی تخریب کے سلسلہ میں سرکار کے لئے انجام دیں' ایک اور نمایاں خدمت کا اظہار موصوف نے بالفاظ ذیل کیا ہے:

"قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں' ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی ..... ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں۔"

(تحریر مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص ۱۱)

ان کھلے ہوئے اعلانات و اعترافات کے بعد کون ہوش مند شخص ہے جو مرزا صاحب کو ایک سچا مبلغ دین یا مصلح قوم خیال کر سکتا ہے اور ان کے ایک نہایت ہی خطرناک سرکاری ایجنٹ ہونے میں شبہ کر سکتا ہے۔ جو اقتباسات مرزا صاحب کی تحریرات سے اوپر درج کئے گئے ہیں' وہ چاول کی دیگ میں ایک دانہ کی مثال ہیں' ان کی کتابیں اس قسم کے خیالات' اعلانات اور فرمودات سے بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا ان مسائل کو جو مرزا صاحب نے مسلمانوں کے عقائد کی تخریب کے لئے محض اس نیت سے گھڑا کہ حکومت کی اس وقت کی پالیسی کو کامیاب کریں' دینی مسائل قرار دینا اور ان کی صحت وعدم صحت کی بحث میں پڑنا دراصل کار فضول ہے۔ مرزا صاحب کی حیثیت گورنمنٹ کے ایک ایجنٹ سے زیادہ تحقیق نہیں کی جاسکتی' لہٰذا جو لوگ مذہبی حیثیت سے مرزا صاحب کے دام فریب کا شکار ہو چکے ہیں' انہیں اپنی آنکھیں کھول لینی چاہئیں۔

یہ حقیر پر تقصیر' یہ راقم الحروف اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتا ہے کہ تیس سال تک اس فتنے کا شکار رہنے کے بعد رب جلیل نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے روشنی دکھادی...... علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار پڑھتے ہوئے ایک روز دل کی عجیب کیفیت ہوگئی' پھر رب جلیل نے مختصر سے مطالعے کا سامان کر دیا' تو اس سارے ڈرامے اور قصے کو سمجھنے میں دیر نہ لگی' میں تائب ہو کر مسلمان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر لحاظ سے فضل و کرم ہے۔ سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں' تینوں بیٹیاں آرمی میڈیکل کور میں (دو لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر اور ایک میجر ڈاکٹر) ہیں۔ تین بیٹے الحمدللہ فوج میں (دو بریگیڈیئر' ایک لیفٹیننٹ کرنل) دو وزارت خارجہ میں' ایک پی آئی اے میں اور ایک الحمدللہ یو این او میں ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ سب اپنی اولاد سمیت پابند صوم و صلوٰۃ اور سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پکے اور سچے غلام ہیں۔ الحمدللہ چھ بچوں کا نکاح مسنونہ مسجد نبوی ﷺ میں ہونے کا اعزاز ملا۔ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا سب کچھ ہے' لیکن سب سے بڑی دولت وہ سکون ہے جو قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہونے کے بعد دل کو ملی کہ میں اور میری نسلیں الحمدللہ اندھیروں سے نکل آئے اور سرکار دو عالم ﷺ کے نوری حصار میں آگئے' سرکار دو

باقی صفحہ ۲۶ پر

Adarts-HMPT-22/95

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

میدانِ مُباحثہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری تگ و دو کاغذی پتنگ بازی تک محدود تھی۔ انہوں نے علمائے امت کو للکارنے اور پھر قادیان کے "بیت الفکر" کے گوشہ عافیت میں پناہ گزیں ہوجانے کا فن بطور خاص ایجاد کیا تھا۔ مرزا صاحب کی اس حکمت عملی سے مباحثہ کی اول تو نوبت ہی نہ آتی' اگر مرزا صاحب کی بدقسمتی سے اس کا موقع آہی جاتا تو ان کی شکست و ناکامی ہی "فتح مبین" کا بروز اختیار کرلیتی تھی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات کا مختصر تذکرہ کافی ہوگا۔

○ ۳ مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا صاحب نے علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج کیا کہ حیات مسیح پر مجھ سے مناظرہ کرلیں۔ علماء لدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم آج سے آٹھ سال پہلے آنجناب کے کفر اور خروج از اسلام کا فتویٰ دے چکے ہیں' اس لئے کوئی جگہ تجویز کرکے ہمیں مطلع کیجئے۔ ہم بلا تاخیر وہاں پہنچ جائیں گے۔ آنجناب پہلے اپنا اسلام ثابت کرکے دکھائیں۔ اس کے بعد حیات مسیح اور دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہوجائے گی۔ لیکن مرزا صاحب نے اس کے جواب میں "خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" پر عمل کیا۔ اور علماء لدھیانہ کا چیلنج آج تک قائم ہے۔ کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا۔ نہ انشاء اللہ قیامت تک دے سکتا ہے۔ (اس مباحثہ طلبی کی روئداد رئیس قادیان جلد دوم مولفہ مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری میں ملاحظہ فرمایئے)

○ مرزا صاحب کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے نے سیرۃ المہدی صفحہ ۲۳۸ جلد اول میں مرزا صاحب کے پانچ مباحثوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک آریہ سے ہوا' ایک عیسائی اور تین مسلمانوں سے۔ بدقسمتی یہ کہ ان میں سے چار کی روئیداد پڑھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب میدان چھوڑ کر بھاگے۔ اور بعد میں ان کی یہ شکست "فتح مبین" قرار پائی .....اور پانچویں مباحثہ میں تو مولانا عبدالحکیم کلانوری نے مرزا صاحب سے دعویٰ نبوت سے توبہ کرائی' اور ان سے یہ تحریر لی کہ وہ آئندہ نبوت کا لفظ استعمال نہیں کیا کریں گے۔ یہ ان کی پہلی فتح مبین تھی۔ لیکن بعد میں مرزا صاحب نے توبہ توڑ ڈالی۔ اور اس تحریری توبہ نامہ سے انحراف کیا۔ یہ ان کی دوسری فتح مبین تھی۔ (اس کی تفصیل مرزا صاحب کے اشتہارات میں موجود ہے)

○ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ مباحثات کی وادی پرخار میں ان کے پاؤں شل ہوچکے ہیں اور مباحثوں میں ان کی ذلت نما "فتح" دن بدن نمایاں ہورہی ہے تو انہوں نے الہامی اعلان کردیا کہ وہ آئندہ علماء سے مباحثہ نہیں کیا کریں گے۔ (انجام آتھم ص ۲۸۲) یہ مرزا صاحب کی فتح کا آخری اعلان تھا۔

○ مرزا صاحب کے اس بہادرانہ اعلان کے بعد لازم تھا کہ قادیانی صاحبان بھی مناظرہ و مباحثہ کا نام نہ لیتے' لیکن انہیں شاید یہ احساس تھا کہ وہ علم و فضل اور فہم و دانائی میں مرزا صاحب سے فائق ہیں' اس لئے اگر مرزا صاحب نے مناظروں اور مباحثوں سے "توبہ" کرلی ہے تو یہ حکم صرف انہی کی ذاتی لیاقت سے متعلق ہے۔ ان کی امت پر اس کی تعمیل واجب نہیں۔ چنانچہ قادیانی صاحبان مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد بھی مناظرہ کے چیلنج کرتے رہے۔ (خود مرزا صاحب کی زندگی میں بھی' اور ان کے انتقال بمرض ہیضہ کے بعد بھی) مناظروں کی نوبت اکثر پیش آئی۔ نتیجہ وہی "فتح" بصورت شکست۔ مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری" جو دارالعلوم دیوبند کے رئیس المناظرین تھے' اور جنہیں قادیانی خانوادہ سے گفتگو اور مباحثہ کے بہت سے مواقع پیش آئے تھے۔ قادیانی مباحثوں پر بلیغ تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علماء اسلام نے مرزا صاحب کی لغویات باطلہ کا پورا رد اور خود ان کا کذاب و مفتری ہونا ایسا ثابت کردیا کہ منصف کے لئے تو کافی ہی ہے' مرزائی ہٹ دھرموں کے بھی منہ بند کردیئے اور قلم توڑ دیئے' اور ان کو جواب کی تاب نہ رہی' لہٰذا اب نہ مناظرہ کی ضرورت' نہ مباہلہ کی' فقط جاہل مریدوں کو جہنم تک پہنچانے کے لئے یہ راہ اختیار کی جاتی ہے کہ کہیں مناظرہ کا اشتہار' کہیں مباہلہ کا چیلنج' ورنہ وہ نہ مناظرہ کرسکیں' نہ مباہلہ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

ہمیں عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ علماء اسلام اپنا فرض ادا فرماچکے' اور نہ ماننا اور نہ تسلیم کرنا یہ محض ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مناظرے بھی ہوچکے ہیں اور جس کو فتح دینی تھی اور جس کو ذلیل کرنا تھا وہ بھی ہوچکا.........

سرور شاہ (قادیانی) امیر وفد مونگیر سے دریافت کرلو حافظ روشن علی صاحب' مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری' غلام رسول پنجابی (قادیانی مناظر) ان میں سے جو زندہ ہوں ان سے دریافت کرلو ...... موضع مونگیر و بھاگلپور کے رہنے والوں سے دریافت کرلو (......مونگیر کے مناظرہ میں) جب ذلت کی کوئی حد باقی نہ رہی تو امیر وفد نے فرمایا کہ "یہ بھی حضرت کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ ایک جگہ تمہیں ذلت ہوگی۔" جی ہاں! کیوں نہیں۔ اگر اسی بدعقیدہ پر مر گئے جب بھی خدا چاہے' پیش گوئی ہی پوری ہوگی۔"

(صحیفہ الحق ص ۲ تا ۳)

○ علمائے دیوبند کے جواب میں ۱۹ جولائی ۱۹۲۵ء کے "الفضل" میں خاص مرزا محمود صاحب کے قلم سے قرآن دانی کے دو چیلنج شائع ہوئے، مولانا سید مرتضیٰ حسن دیوبندیؒ نے "قادیان میں قیامت خیز بھونچال" میں اس کا جواب تحریر فرمایا۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں:

"دونوں پرچوں کے مضامین کے جواب کا نام وقعة الواقعہ اور لقب عذاب اللّٰہ الشدید علی المنکر العنید ہے، جس میں ڈیڑھ درجن سے زائد قادیانیوں کی وہ شکستیں اور علمائے دیوبند کی وہ صاف اور ظاہر فتحیں اور قیامت خیز نصرتیں بیان کی گئی ہیں کہ مرزا محمود صاحب تو کیا اگر خود بالفرض مرزا صاحب بھی بروز فرمائیں تو ان کو، خدا اچھا ہے۔ بجز اقرار یا سکوت اور دم بخود رہنے کے کوئی چارہ ہی نہ ہوگا، چونکہ وہ رسالہ طویل ہو گیا ہے، طبع میں کچھ دیر ہوگی، بدیں وجہ صرف خلیفہ صاحب کے چیلنج کے متعلق یہ "زلزلة الساعة" نمونہ کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔"

اس کے بعد حضرت نے مرزا محمود صاحب کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تین ہفتہ میں اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی، اس کے بعد حضرت نے عمل کرتے ہوئے سکوت ہی اختیار فرمایا، اسی رسالہ میں خلیفہ صاحب کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صاحب زادہ صاحب! آپ اور معارف قرآنیہ بیان فرمائیں؟

اور وہ بھی علمائے دیوبند کے سامنے؟

دعویٰ زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے
ہے جیسے بوئے مشک غزالوں کے سامنے

سن لو! ایک گھنٹہ میں فیصلہ ہوتا ہے، ہمارا خیال ہے کہ معارف قرآنیہ تو درکنار؟ آپ تو علمائے محققین کے دو چار ورق بھی صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر ان کی عبارت کا صحیح مطلب بیان نہیں کر سکتے، بٹالہ، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، [illegible] جہاں جی چاہے تو کہیں چلے چلو۔ محققین اسلام نے جو کتابیں لکھیں ہیں اور جن معارف الٰہیہ کو بیان کیا ہے۔ جو جگہ ہم تجویز کریں اس جگہ سے کتاب کے دو ورق کی صحیح عبارت مجمع عام میں پڑھ کر بامحاورہ ترجمہ کرنے کے بعد مطلب صحیح بیان کر دو، اگر مطلب غلط بیان کیا تو اسی مجمع میں آپ پر اعتراض کیا جائے گا آپ جواب دیں، اگر آپ نے صحیح عبارت پڑھ کر صحیح مطلب بیان کر دیا، تو ہم مجمع عام میں یہ اقرار کریں گے کہ مرزا محمود صاحب کو عبارت پڑھنے کا سلیقہ ہے۔"

(ص۸)

مرزا محمود نے اس کے جواب میں ایسی چپ سادھی کہ "خبرے نیست کہ ہست" کا مضمون صادق آیا۔

○ مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ نے ایک رسالہ "اول السبعین" کے نام سے تحریر فرمایا، جس میں لاہوری جماعت کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود صاحب سے مسئلہ نبوت کے بارے میں ان کے مذہب کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ستر سوالات کئے، اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جواب خواہ دونوں امیر صاحبان خود لکھیں، یا اپنے کسی ماتحت سے لکھوائیں، مگر دستخط ان دونوں صاحبوں کے ہونے لازم ہیں۔ قادیانی امت کے ذمہ دار اس رسالہ کے جواب میں جب سے اب تک خاموش ہیں۔

مباحثہ مونگیر کا تذکرہ مولانا مرتضیٰ حسنؒ کی عبارت میں ابھی اوپر گزر چکا ہے جس میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور مرزائیوں کے امیر وفد سرور شاہ کو بھی ذلت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

اسی نوعیت کا ایک مباحثہ فیروز پور میں ہوا، جس میں قادیانیوں نے من مانی شرائط پر مناظرہ کیا، لیکن علمائے دیوبند کے ہاتھوں ایسی شکست اٹھائی کہ انہیں مدت تک نہ بھولی۔ اس مباحثہ کا مختصر سا تذکرہ "بیس بڑے مسلمان" میں بالفاظ ذیل کیا گیا ہے:

"فیروز پوری میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا، اور عام مسلمانوں نے جو فن مناظرہ سے ناواقف تھے، مرزائیوں کے ساتھ بعض ایسی شرائط پر مناظرہ طے کر لیا، جو مسلمان مناظرین کے لئے خاصی پریشان کن ہو سکتی تھیں، دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے صدر مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت (مولانا محمد انورؒ شاہ صاحب کشمیری) (کے مشورے سے مناظرے کے لئے) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تجویز ہوئے۔ یہ حضرات جب فیروز پوری پہنچے تو مرزائیوں کی شرائط کا علم ہوا کہ انہوں نے کس دجل سے من مانی شرائط سے مسلمانوں کو جکڑ لیا ہے۔ اب دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان شرائط پر مناظرہ کیا جائے یا پھر انکار کر دیا جائے، پہلی صورت مضر تھی، دوسری صورت مسلمانان فیروز پور کے لئے سبکی کا باعث ہو سکتی تھی کہ دیکھو تمہارے مناظر بھاگ گئے۔ انجام کار انہی شرائط پر مناظرہ کر لیا گیا، اور حضرت شاہ صاحبؒ کو تار دے دیا گیا۔ اگلے روز مقررہ وقت پر مناظرہ شروع ہو گیا اور عین اسی وقت دیکھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ بہ نفس نفیس حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، انہوں نے آتے ہی اعلان فرما دیا کہ جائیے ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم نے جتنی شرائط مسلمانوں سے منوالی ہیں، اتنی شرائط اور من مانی لکھوالو۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں، مناظرہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو، چنانچہ اسی بات کا اعلان کر دیا گیا، اور مفتی صاحب مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سید بدر عالم صاحبؒ نے مناظرہ کیا، اس میں مرزائیوں کی جو درگت بنی، اس کی گواہی آج بھی فیروز پور کے در و دیوار دے سکتے ہیں، مناظرے کے بعد شہر میں جلسہ عام ہوا، جس میں شاہ صاحبؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تقریریں کیں۔ یہ تقریریں فیروز پور کی تاریخ

باقی صفحہ ۱۹ پر

قسط نمبر۲

حیات عیسیٰ علیہ السلام

مولانا محمد اشرف کھوکھر

لفظ توفی کی تحقیق:

مرزا صاحب کا دعویٰ : یہ لفظ صرف موت اور قبض روح کے لئے موضوع ہے؟

جواب : مرزا صاحب کا یہ دعویٰ قطعاً" غلط ہے لفظ توفی وفا سے ماخوذ ہے اور وفا کے معنی پورا کرنا ہیں مطلب یہ ہے کہ "**اخذ لشئیی وافعا**"۔ (اساس البلاغت ص ۳۴۰) علامہ زمخشری جن کو مرزا صاحب زبان عرب کا بے مثل امام ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۸ میں تسلیم کرتے ہیں علامہ زمخشری نے لکھا ہے (ترجمہ) اوفاہ اور استوفاہ اور توفاہ کے معنی اتکملہ یعنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ اور تاج العروس شرح قاموس ص ۳۹۴ میں ہے کہ استوفاہ اور توفاہ کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا کہ کوئی چیز اس سے چھوٹنے اور رہنے نہ پائے اور موت کے معنی مجازی ہیں۔ کلیات ابی البقاء ص ۱۲۹' تفسیر کبیر صفحہ ۴۵۸ جلد ۲' روح المعانی صفحہ ۵۰۶ جلد ۲' تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ جلد ۲' اور ابن جریر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳ بھی اس پر متفق ہیں کہ توفی کا معنی کسی شئے کا پورا پورا لینا' پورا بہ تمامہ لینا ہے۔

مثال : **اوفوبعھدی اوف بعھدکم** (سورۃ البقرہ)

اے بنی اسرائیل تم میرا عہد (جو مجھ سے کیا ہے) پورا کرو اوز میں تمہارا عہد (جو تم سے کیا ہے) پورا کروں گا۔

(۲) **واو فوالکیل والمیزان بالقسط** ○ (سورۃ انعام) "پیمانے اور ترازو کو عدل سے پورا کرو" لہٰذا توفی بمعنی موت مجازاً" ہے نہ کہ حقیقتاً"۔ بزعم مرزا **انی متوفیک ورافعک الی** سے عیسیٰ کی موت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ آئمہ لغت نے باب تفعل اور استفعال کو ہم معنی استعمال کیا ہے' تفسیر کبیر' تفسیر خازن اور تفسیر معالم میں بھی ان کو ہم معنی استعمال کیا گیا ہے۔

دلیل قرآن : **وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا**○ "یعنی زمین میں کوئی جانور نہیں جس کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو" قاموس میں دابہ کا مطلب سواری والے جانور ہیں اب اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ صرف سواری والے جانوروں کا رازق ہے بلکہ یہ لفظ اپنے اصلی وسیع معنوں میں لیا جائے گا کہ جو چیزیں کرہ ارض پر متحرک ہیں ان سب کا حسب وعدہ رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ بزعم مرزا اگر کتب لغت میں توفی کا معنی موت ہوا ہے تو یہ ثابت نہیں کہ یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہو گا بلکہ مذکورہ بالا مطلب نیند کے معنی میں موضوع ہو گا۔

جیسے تفسیر خازن میں توفی سے مراد نیند ہے اور اسی سے آیت اللہ "**یتوفی الانفس**" میں اللہ تعالیٰ نے نیند کو وفات فرمایا ہے اور انی متوفیک سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ سوگئے تھے لہٰذا خدا نے آپؑ کو نیند ہی میں اوپر اٹھالیا۔ کتب تفسیر صرف ولغت کی تحقیق سے ثابت ہو چکا کہ **توفی اخذا لشئی وافعا**" "یعنی کسی چیز کو پورا پورا کرلینے کے لئے موضوع ہے" موت' نیند' رفع اس کے انواع ہیں۔ کسی قسم کے تعین کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اللہ کا فرمان **یعیسیٰ انی متوفیک** سے رفع جسد الی السماء مراد لینے کے لئے قرینہ **رافعک الی** ہے۔

واقعہ : رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے فوت ہوئے حدیث پاک میں ہے **فرفع رسول اللہ ﷺ الصبی**" وہ لڑکا رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا" کیا عمدہ مثال ہے رفع جسمی کے لئے' موت کا وقت بھی ہے اور پھر یہاں عزت کی موت مراد نہیں۔ (بخاری و مسلم' مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت ص ۱۴۲)

مرزائیوں کا اعتراض : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متوفیک سے ممیتک کا مطلب لیتے ہیں؟

جواب : اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا" وجعل لکم السمع والابصار والافئدة لعلکم تشکرون○

ترجمہ" : خدا نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں خارج کیا تھا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر کرو"۔

اس آیت میں ماؤں کے پیٹوں سے نکالنا پہلے

ذکر کیا اور دل آنکھ اور کان بنانا بعد میں لیکن ترتیب واقعی میں معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی اعضاء پہلے بنتے ہیں اور بچہ بعد میں خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نزول مسیح کے بعد وفات مسیح کے قائل تھے۔

ومطھرک من الذین کفروا یہاں تطہیر سے مراد مسیح کو کفار کے ہاتھ سے صاف بچالینا ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے مشرکین کو نجس اور پلید قرار دیا ہے سورۃ توبہ میں فرمایا **انما المشرکون نجس** "مشرکین بوجہ شرک نجس ہیں"۔ محدث ابن جریر اپنی تفسیر میں قول الٰہی انی متوفیک کا مطلب اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰؑ کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپؑ کی توفی ہے اور یہی کفار سے تطہیر ہے۔ جملہ تفاسیر معقولی و منقولی مثلاً" تفسیر کبیر، تفسیر معالم، جلالین، فیضی، رحمانی فتح البیان، جامع البیان، مدارک، سراج منیر، خازن، کشاف، ابی السعود، عباسی، بیضاوی اور ابن کثیر میں **ومطھرک من الذین کفروا** "کفار کے ہاتھ سے خلاصی اور نجات لکھے ہیں۔"

راقم الحروف کا عقلی جواب :

اللہ رب العزت نے ہر ذی روح کو اس کی فطرت کے مطابق ماحول فراہم کیا ہے مثلاً" مچھلی کو پانی، حیوانات اور حیوان ناطق کو زمین کی کھلی فضاء اور پرندوں کو ہوا وغیرہ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت میں ملکوتی اثرات بھی تھے لہٰذا اللہ رب العزت نے آسمان پر اٹھالیا، قرب قیامت میں ارضی اثرات سے اتریں گے اور وفات کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

حضرت روح اللہ علیہ السلام کی حیات الآن : چوتھی آیت:

سورۃ النساء میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے **وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا** ○"

ترجمہ" : اور نہیں ہوگا اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آئے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوگا"۔ مراد الٰہی آیت مذکورہ سے یہ ہوئی کہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں سب اہل کتاب حضرت عیسیٰؑ پر آپ کے مرنے سے پہلے ضرور ایمان لے آئیں گے اور آپؑ ان پر قیامت کے دن شاہد

ہوں گے۔ چونکہ ابھی تک اہل کتاب سبھی آپؑ پر ایمان نہیں لائے لہٰذا ابھی تک حضرت مسیحؑ فوت نہیں ہوئے۔

پانچویں آیت : قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہ ﷺ جو آئندہ مستقل باب میں مذکور ہوں گی سے ثابت ہے کہ قرب قیامت میں عیسیٰؑ کے نزول کے زمانہ میں سوائے اسلام کے سب دین ہلاک کردیئے جائیں گے نہ یہودیت رہے گی نہ نصرانیت چنانچہ خود مرزا صاحب بھی قبل دعویٰ مسیحیت براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ص ۴۹۸۔۴۹۹ میں لکھتے ہیں "اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جاوے گا"۔ اب آیت **جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** "یعنی اے عیسیٰؑ میں تیرے متبعین کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں"۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت تک رہیں گے اور مسلم کی ایک حدیث رسول اللہ ﷺ جو مشکوٰۃ ص ۴۸۰ پر درج ہے میں ہے کہ "دین اسلام قیامت تک رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی پھر عیسیٰؑ بن مریم نازل ہوں گے"۔ معلوم ہوا کہ مسلمان بھی قیامت تک رہیں گے یہاں تک کہ ان پر قیامت آئے گی **الی یوم القیامۃ** سے مراد زمانہ نزول عیسیٰؑ ہے کیونکہ عیسیٰ یوم القیامہ کی ایک بڑی علامت ہیں ان کا نزول بالکل قیامت کے قریب ہی ہے۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں **انہ لعلم الساعۃ** کے ذیل میں مذکور ہوگا لہٰذا **الی یوم القیامۃ** سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مرزائیوں کا ایک مضحکہ خیز اعتراض اور اس کا جواب

اللہ رب العزت نے سورۃ مائدہ میں ارشاد فرمایا **ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام○**

مرزا صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں : مسیح صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہوچکے ہیں اور ماں اس کی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴۸) اس کے آگے لکھتے ہیں کہ "یہ آیت بھی صریح نص حضرت عیسیٰ کی موت پر ہے کیونکہ اس آیت میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ مریم طعام نہیں کھاتے ہاں کسی زمانہ میں کھایا کرتے تھے جیسا کہ کانا کا لفظ اس پر دلالت کررہا ہے جو حال کو چھوڑ کر گزشتہ زمانہ کی خبر دیتا ہے اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مریم طعام سے اسی وجہ سے روکی گئیں کہ وہ فوت ہوگئیں اور چونکہ کانا کے لفظ میں جو تثنیہ کا صیغہ ہے۔ حضرت عیسیٰ بھی حضرت مریم کی موت کے ساتھ ان کی موت بھی ماننی پڑی کیونکہ آیت موصوفہ بالا میں ہرگز یہ بیان نہیں کیا گیا کہ حضرت مریم تو بوجہ موت طعام کھانے سے روکے گئے لیکن حضرت ابن مریم کسی اور وجہ سے"۔

☆ مرزا صاحب اپنی مطلب براری کے لئے قرآن مجید کے الفاظ اور سیاق و سباق آیت کا ہرگز لحاظ نہیں کرتے اور نہ دیگر علوم جو قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں زیر نظر رکھتے۔

سب سے پہلے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ **کانا یاکلان الطعام** "جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔ میں جب وہ دونوں زندہ تھے کس لفظ کے معنی ہیں؟" اگر یہ آیت موت عیسیٰؑ پر نص صریح ہے تو آپ مفہوم کس کو قرار دیں گے؟

آیت کا مفہوم رد الوہیت ہے نہ کہ موت عیسیٰ علیہ السلام : ناظرین! اب آیت کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ : مسیح ابن مریم تو صرف رسول ہیں ان سے پیشتر کئی رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ ہے۔ وہ تو کھانا کھایا کرتے تھے (اے پیغمبر دیکھو ہم ان کے لئے کیسی واضح طور پر اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو یہ لوگ کدھر کو بھٹکے جاتے ہیں۔ (سورۃ المائدہ)

ان آیات سے مقصود خداوندی صرف اثبات توحید اور ابطال الوہیت حضرت مسیحؑ ہے نہ کچھ اور !! یعنی مسیحؑ صرف رسول ہیں (خدا نہیں) عیسائیوں کے بعض فرقوں کے نزدیک حضرت مریمؑ بھی خدائی کے رتبے تک پائی جاتی ہیں جیسا کہ سورۃ مائدہ کے آخر میں مذکور ہے **انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ**" یعنی اے عیسیٰؑ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود جانو؟"

ناظرین! **کانا یاکلان الطعام** والی آیت میں احتیاج کھانا حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ بتانا مقصد خداوندی ابطال الوہیت ہے نہ یہ آیت موت مسیحؑ پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ مرزا صاحب خود ابتداً "تسلیم کرچکے۔

چھٹی آیت : تلک امۃ قد خلت لھا ماکسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عماکانو یعملون○ (سورۃ البقرہ)

مرزا صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح

کرتے ہیں کہ "اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہیں یہ ایک گروہ تھا جو فوت ہوگیا' ان کے اعمال ان کے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ان کے کاموں سے تم نہیں پوچھے جاؤ گے"

مرزا صاحب یہاں بھی وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔ ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہاں اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے کس عبارت کا ترجمہ ہے؟ اور قرآن مجید میں اس کے لئے کونسے الفاظ ہیں؟ مرزا اور مرزا کی ذریت ترجمہ میں ایسی صریح بے دلیل زیادتیاں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ!! اب ذرا آیت کے اصل مفہوم و مطلب کی طرف آتے ہیں۔ اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے نہ عموماً" اور نہ خصوصاً" کیونکہ لفظ (تلک) یہ جو اس آیت کے آغاز میں ہے اس کا اشارہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اور حضرت یعقوبؑ اور ان کے بیٹے کی طرف ہے۔ اس کی تفسیر یوں ہے کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ حضرت یعقوبؑ وصیت کرگئے تھے کہ یہودیت کو نہ چھوڑنا اور وہ اس بات پر بڑا فخر کرتے تھے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد میں سے ہیں ہم کو عذاب نہیں ہوگا اللہ رب العزت نے انکے وہموں کو دور فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے جہاں خلت کا لفظ فرمایا ہے وہاں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر نہیں اور جہاں عیسیٰؑ کا ذکر ہے وہ خلت نہیں۔ لہٰذا یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی دلیل نہ ہوئی۔

مرزائیوں کے اعتراض کا جواب اور اثبات حیات عیسیٰؑ کی ساتویں آیت : ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین○ (سورۃ البقرہ)

مرزا صاحب اور مرزا غلام احمد کی معنوی ذریت اس آیت کا بیان اس طرح کرتے ہیں "تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے' یہاں تک کہ اپنے متمتع کے دن پورے کرکے مرجاؤ گے۔ یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر لے جانے سے روکتی ہے کیونکہ لکم جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے اس بات پر بصراحت دلالت کررہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر جا نہیں سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا اور زمین میں ہی رہے گا اور زمین میں ہی داخل ہوگا"۔ ○ مرزا صاحب ہمیشہ بے تکی ہانکتے رہے۔

جواب : بیشک اللہ رب العزت نے انسان کے لئے مستقر طبعی زمین ہی بنائی ہے اور اسی میں وہ دفن کئے جاتے ہیں اور اسی سے قیامت کو اٹھائے جائیں گے۔ یہ تو سب کچھ ٹھیک ہے لیکن اس سے وفات مسیح پر دلالت درست نہیں! کیونکہ اصلی اور طبعی طور پر کسی جگہ کا جائے رہائش ہونا الگ بات ہے اور عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے کسی اور جگہ کا جائے رہائش ہونا دوسری بات!!

مثلاً" ملائکہ کا طبعی اور اصلی مستقر آسمان ہیں لیکن اس کے باوجود وہ زمین پر بھی آمد و رفت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر عیسیٰؑ بھی عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے کرہ ارض سے باہر دوسرے کرے میں رہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں!

علاوہ ازیں حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر اٹھایا جانا بھی ان کے مادہ طبعی و فطرتی کے سبب سے ہے جیساکہ راقم الحروف گزشتہ سطور میں ثابت کرچکا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ملائکہ سے مشابہ تھی سو حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور اس آیت کے حکم سے خارج ہونا ان کے اپنے مادہ فطرتی کے لحاظ سے ہے جو دوسرے انسانوں کو حاصل نہیں!!

فرمان خداوندی ہے **وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا النهار معاشا**○ (سورۃ النبا) تو اس سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکل سکتا کہ دن کو آرام نہیں کرسکتے اور رات کو معاش کے کام کاج نہیں کرسکتے! معاش کا اصلی وقت تو دن ہے لیکن عارضی طور پر رات کو بھی کام کاج کرسکتے ہیں اور آرام اور نیند کا اصلی وقت رات ہے مگر عارضی طور پر دن کو بھی آرام اور نیند کرسکتے ہیں پس زیر بحث آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رہائش کا اصلی مقام زمین ہے اور اللہ رب العزت اگر کسی شخص کو عارضی طور پر کسی خاص مدت تک آسمان پر رکھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں جبکہ کسی شخص کا مادہ فطرتی بھی اس انعام کے قابل ہو اور اس میں اللہ رب العزت کی حکمتیں بھی ہوں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اور مرزا صاحب کی معنوی ذریت کا اس آیت کو وفات مسیح علیہ السلام کے لئے پیش کرنا بالکل بے جا ہے۔

(باقی آئندہ)

○

بقیہ : میدان مباحثہ

میں یادگار خاص کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو قادیانی دجل کا شکار ہوچکے تھے' اس مناظرہ اور جلسہ کے بعد اسلام میں واپس لوٹ آئے۔" (صفحہ ۲۹۴ طبع سوم)

خلاصہ یہ کہ مرزائیوں کے ساتھ علمائے دیوبند کے سینکڑوں تقریری و تحریری مباحثے ہوئے اور بحمد اللہ ہر موقعہ پر قادیانیوں کو میدان ہارنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں علمائے دیوبند کی جانب سے متواتر ایک سال تک اشتہارات بھی نکلتے رہے مگر قادیانیوں نے جواب دینے سے توبہ کرلی۔

○

مولانا غلام غوث ہزاروی

عظیم مذہبی و سیاسی رہنما

مفتی شمس الحق مشتاق

ممتاز مذہبی و سیاسی رہنما مولانا غلام غوث ہزارویؒ اپنی بے لوث مذہبی' سیاسی و سماجی خدمات اور خاص کر حق گوئی و بے باکی کی بدولت ہمیشہ یاد رہیں گے مولانا ہزارویؒ کے پاس نہ تو شاہانہ تاج و تخت تھا اور نہ ہی لاؤ لشکر نہ جاگیردار تھے نہ سرمایہ دار ......ان کا سرمایہ شاندار کردار اور بے داغ ماضی ہے۔ مولانا ہزارویؒ ۱۸۹۶ء میں ضلع مانسہرہ ہزارہ کے مشہور قصبہ "بفہ" میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں مڈل اسکول کے امتحان میں ضلع بھر میں اول آئے اور پھر ۱۹۱۸ء میں ازہر ہند دارالعلوم اسلامیہ دیوبند میں آخری سال کے امتحان میں بھی اول پوزیشن حاصل کی اور ایک سال تک دارالعلوم میں ہی مدرس رہے اور ۱۹۲۰ء میں مولانا کی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے دارالعلوم کی انتظامیہ نے آپ کو بحیثیت مفتی حیدر آباد دکن بھیج دیا۔ ۱۹۲۶ء میں ہزارہ ڈویژن کے ممتاز علماء کرام اور سیاسی زعماء کے اصرار پر اپنے وطن ہزارہ آگئے۔

مجلس احرار:

اکابرین دارالعلوم کی طرح مولانا ہزارویؒ کے دل و دماغ میں بھی سامراج دشمنی رچ بس گئی تھی وہ انگریز کے نہایت درجہ کے دشمن تھے اس لئے جب ۱۹۳۱ء میں مشہور سامراج دشمن جماعت مجلس احرار کی تشکیل ہوئی تو مولانا ہزارویؒ نے اس جماعت میں شامل ہوکر برصغیر کی آزادی کے لئے زبردست جدوجہد شروع کی۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے چپے چپے پر جلسے منعقد کئے اور مختلف علاقوں کے دورے کرکے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر منظم کیا۔ مولانا کی اسی محنت اور ان انتھک کوششوں کے نتیجے میں مجلس احرار کے مرکزی انتخابات میں مولانا ہزارویؒ کو آل انڈیا مجلس احرار کا نائب صدر چنا گیا اور ۱۰ نومبر ۱۹۳۵ء کی معروف آل انڈیا احرار پولیٹیکل کانفرنس سیالکوٹ کی صدارت کے لئے بھی مولانا ہزارویؒ ہی کو منتخب کیا گیا۔ اس تاریخی کانفرنس میں مولانا نے جو صدارتی خطبہ دیا وہ وقت کی ضرورت اور سیاسیات ہند کا مکمل آئینہ تھا۔

جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ:

قیام پاکستان کے تقریباً" ڈیڑھ سال بعد مجلس احرار کے مرکزی قائدین نے دل برداشتہ ہوکر سیاسیات سے دست بردار ہونے کا اعلان کیا تو مولانا ہزارویؒ نے ایسے وقت میں بھی حوصلہ بلند رکھا اور علماء کرام کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کا عزم لے کر ملک بھر کا دورہ کیا ...... مولانا کا مئوقف تھا کہ اگر اس وقت علماء کرام سیاست میں حصہ نہیں لیں گے تو مسلمانوں کو فتنہ الحاد اور فتنہ قادیانیت سے بچاکر ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے کا موقع کبھی نہیں ملے گا۔ بالآخر مولانا کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور ۱۹۵۶ء میں ملک بھر کے چیدہ چیدہ علماء کرام کا باران بلڈنگ ملتان میں ایک زبردست اجتماع ہوا۔ جس میں کل پاکستان جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اور متفقہ طور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کو مرکزی امیر اور مولانا ہزارویؒ کو مرکزی ناظم اعلی (جنرل سیکریٹری) منتخب کیا گیا۔ مولانا ہزارویؒ نے گلی گلی۔ کوچہ کوچہ پھر کر پورے ملک یعنی مشرقی و مغربی پاکستان میں اس جماعت کو ایسا عوامی بنادیا کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں علماء کی یہ بے سروسامان جماعت مغربی پاکستان کی دوسری بڑی جماعت تسلیم کی گئی یاد رہے کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان میں سب سے زیادہ ووٹ لئے تھے اور مغربی پاکستان موجودہ پاکستان میں پی۔ پی۔ پی نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کئے۔

ایم۔ پی۔ اے:

۱۹۶۲ء میں مولانا ہزارویؒ نے اپنے ضلع سے صوبائی اسمبلی (مغربی پاکستان اسمبلی) کے الیکشن میں حصہ لیا اور بڑے بڑے جاگیرداروں اور نوابوں کو شکست دے کر مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اسمبلی میں اسلامی اصولوں کی سربلندی کے لئے اہم کردار ادا کیا خاص طور پر عائلی قوانین کے خلاف اسمبلی میں متفقہ قرارداد مولانا ہزارویؒ کی جرات مندانہ کاوشوں اور پارلیمانی مہارت کا نتیجہ تھی مذکورہ فیملی لاء اور خلاف شریعت آرڈیننس کے خلاف مولانا ہزارویؒ نے ایک تاریخی اور موثر ترین تقریر فرمائی اور قرآن سنت اور فقہائے امت کو تصریحات کی روشنی میں عائلی قوانین کی بہت سی دفعات کو خلاف اسلام ثابت کیا مولانا ہزارویؒ کے خطاب کا دوسرے ممبران پر یہ اثر ہوا کہ جب اسپیکر نے ووٹنگ کرائی تو مولانا ہزارویؒ کی تقریر کے حق میں پورے ہاؤس نے رائے دی اور (صرف تین

خواتین اور ایک مرد نے مولانا کے خلاف اور عائلی قوانین کے حق میں ووٹ دیا) اس طرح اللہ تعالیٰ نے مولانا ہزارویؒ کو کامیابی عطا فرمائی اور حکومت کو مذکورہ خلاف شریعت بل واپس لینا پڑا۔

ایم۔این۔اے:

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں مولانا ہزارویؒ نے قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لیا اور بڑے بڑے سرمایہ داروں کو شکست فاش دے کر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور جب تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا تو منکرین ختم نبوت کے دونوں گروہوں پر سب سے زیادہ سوالات مولانا ہزارویؒ ہی نے کئے تھے اور جب قادیانیوں کی طرف سے اسمبلی میں محضرنامے پیش کئے گئے تو مولانا نے پیرانہ سالی اور بیماریوں کے ہجوم کے باوجود تمام مشاغل منسوخ کرکے ان محضرناموں کا تحریری جواب دیا جو کہ (۲۸۰) صفحات پر مشتمل تھا جو قومی اسمبلی کے اجلاس میں حرف بحرف سنایا گیا تو قومی اسمبلی کے ممبران کے قادیانیوں کے محضر ناموں کے مدلل اور مفصل جواب پر مولانا ہزارویؒ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

عشق رسولؐ:

مولانا ہزارویؒ اپنے اکابر کے سچے وارث اور جانشین تھے انہوں نے شیخ الہندؒ کی چھوڑی ہوئی کٹھن شاہراہ عمل کو اختیار کیا پھر اس راہ میں انہیں جن مصائب و آلام سے گزرنا پڑا وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں انہوں نے ہر قسم کی سیاسی مصلحتوں سے بے نیاز ہوکر حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور بڑی سے بڑی قربانی دے کر انہوں نے درحقیقت اکابر کے اس ورثے کی حفاظت کی حالات ہار گئے اور مولانا ہزارویؒ جیت گئے کہ وہ ناقابل شکست و ناقابل تسخیر تھے ۱۹۳۷ء کا واقعہ ہے کہ قادیانیوں نے اپنے مایہ ناز مناظر اللہ دتہ جالندھری کو وادی کاغان فتح کرنے کے لئے بھیجا ضلع مانسہرہ کے بڑے بڑے مرزائی خان بہادروں اور وکیلوں کی فوج اس کے ہمراہ تھی علاقہ کاغان کے معروف عالم دین قاضی محمد یونسؒ نے مولانا ہزارویؒ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا یہ وہ وقت تھا کہ مولانا ہزارویؒ کے اکلوتے جوان بیٹے زین العابدین کو موت کی ہچکیاں آرہی تھیں مولانا نے تھوڑی دیر حسب عادت غور کیا اور پھر فرمایا کہ آپ ٹھہریں میں گھر سے کتابیں لے کر آتا ہوں اور بالاکوٹ چلتے ہیں گھر جاکر کتابیں جو باندھنے لگے تو زین العابدین کی والدہ نے مقصد پوچھا تو مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ میں بالاکوٹ جارہا ہوں (زین العابدین کی والدہ جو جوان اکلوتے بیٹے کی آخری ہچکیاں دیکھ کر غم سے نڈھال ہورہی تھیں) نے کہا کہ زین العابدین مررہا ہے اور آپ جارہے ہیں؟ تو مولاناؒ نے فرمایا ہاں ابھی جارہا ہوں ادھر میرے بیٹے کے جنازے کی بات ہے جو فرض کفایہ ہے اور ادھر حضور خاتم النبیین ﷺ کی امت کے ایمان کا سوال ہے اور اگر ایک لاکھ زین العابدین بھی مرجائیں تو اتنا نقصان نہیں جتنا حضور خاتم النبیین ﷺ کی امت کے ایک فرد کے مرتد ہوجانے کا نقصان ہے یہ کہہ کر مولانا ہزارویؒ کتابیں اٹھاکر مرتے ہوئے جوان بیٹے پر آخری نظر ڈالتے ہوئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے مرتے بیٹے کو چھوڑ کر گھر سے نکلنا بہت ہی مشکل ہے لیکن جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ چنانچہ مولانا بالاکوٹ پہنچے اور اللہ دتہ جالندھری عوام و خواص کی موجودگی میں مولانا ہزارویؒ کے علمی سوالات کے جوابات نہ دے سکا اور دوران مناظرہ سخت لاجواب ہوگیا اور میدان مناظرہ سے بھاگ کر سیدھا قادیان پہنچ گیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت:

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے ابتدائی مراحل میں یہی مجلس احرار کے اکثر رہنماؤں کو کراچی سے گرفتار کرلیا گیا بعد میں جن لوگوں نے اس تحریک کو آگے بڑھایا ان میں مولانا ہزارویؒ سرفہرست تھے اور تحریک کے اختتام تک حکومت وقت اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مولانا ہزارویؒ کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی جبکہ مولانا ہزارویؒ کی گرفتاری کے لئے اس زمانے میں حکومت کی طرف سے ۱۰۰۰ ہزار روپے کی خطیر رقم کا انعام مقرر کیا گیا تھا۔ مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری جو ان دنوں مجلس احرار کی طرف سے لاہور میں بطور مبلغ کام کررہے تھے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ "ان ایام میں تنہا مولانا ہزارویؒ ہی تھے جو مسلسل اپنی ہدایات ہمیں مسجد وزیر خان میں بھجواتے تھے جن کی روشنی میں تحریک تحفظ ختم نبوت رواں دواں رہی" ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت سے متعلق تحقیقاتی عدالتی رپورٹ جو "منیرانکواری رپورٹ" کے نام سے مشہور ہے کے صفحہ نمبر ۸۰ پر سی۔ آئی۔ اے کی ایک رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ "برکت علی محمڈن ہال لاہور میں ۱۳ جولائی ۱۹۵۳ء کے آل مسلم پارٹیز کنونشن کا دعوت نامہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جاری کیا تھا" اس طرح تحریک کے کارکنوں اور عمائدین کے بیانات اور سی۔ آئی۔ اے کی رپورٹوں سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی اس عظیم تحریک میں مولانا ہزارویؒ نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔

حق گوئی و بے باکی:

مولانا ہزارویؒ کی حق گوئی، جرات و بے باکی کی داستانیں زباں زد خلائق ہیں ڈرنا، دبنا، اور جھکنا، تو انہیں آتا ہی نہ تھا سچی بات بلاخوف لومتہ لائم کہنا ان کا شیوہ تھا یہ ۱۹۶۳ء کی بات ہے مولانا ہزارویؒ حج ادا کرنے کیلئے گئے تھے ماہ ذوالحجہ کا چاند بہت سے حاجیوں نے بدھ کی شام یعنی جمعرات کی شب کو دیکھ لیا تھا اس حساب سے یوم الحج بروز جمعہ

۹ ذوالحجہ کو ہوتا تھا لیکن حکومت کسی وجہ سے اعلان کر بیٹھی کہ یوم الحج بروز ہفتہ ہوگا کچھ لوگوں نے مولانا ہزارویؒ کو متوجہ کیا تو اس مرد قلندر نے حرم شریف میں نماز کے فوراً بعد کھڑے ہوکر عوام الناس کو متوجہ کرکے پہلے عربی زبان پھر اردو اور پھر پشتو زبان میں ایک جوشیلی تقریر فرمائی جس کا خلاصہ کچھ یوں تھا "اسلام کے ایام عبادت چاند دیکھنے پر مقرر ہیں کسی کلینڈر، جنتری یا کسی شاہی حکم کے ماتحت نہیں چونکہ عوام کی اکثریت نے جمعرات کی شب خود چاند دیکھا ہے اس لئے شرعی احکام کے مطابق میدان عرفات میں یوم الحج بروز جمعہ ہوگا قافلہ کی قیادت میں خود کروں گا جو جو مسلمان میرے ساتھ متفق ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں چونکہ تقریر تین زبانوں میں ہوئی تھی اس لئے حرم شریف کا مجمع مولانا ہزارویؒ کا ہمنوا بن گیا اس اعلان سے مکہ شریف کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک ہلچل مچ گئی تو حکومت نے رات گیارہ بجے دوبارہ اعلان کردیا کہ حج بروز جمعہ ہوگا مولانا ہزارویؒ کی اس جرات رندانہ پر ساری دنیا کے مسلمان شکر گزار ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں نے حج جیسی عظیم عبادت کو وقت مقررہ پر ادا کیا۔"

۱۹۶۴ء میں جب جامعہ ازہر مصر کے ہزار سالہ جشن پر موتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں مولانا ہزارویؒ حکومت مصر کی دعوت پر شریک ہوئے تو وہاں ایک سوال یہ بھی تھا کہ جس طرح قرون اولیٰ میں اسلام کی اشاعت بہت تیزی سے ہوئی تھی اب کیوں رک گئی اس پر ایک یورپ زدہ سوڈانی پروفیسر نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام چونکہ نظام غلامی کو تسلیم کرتا ہے اس لئے لوگ اسلام سے رغبت نہیں رکھتے اس مرحلہ پر مولانا ہزارویؒ دنیائے اسلام کے ہزاروں علماء کی موجودگی میں کھڑے ہوئے اور صدر اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "جناب عالی! مجھے محترم مقرر کے اس نظریہ سے اختلاف ہے اس لئے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے مجھے وقت دیا جائے چنانچہ صدر اجلاس نے دوسرے دن کا وقت مقرر کردیا۔ مولانا ہزارویؒ نے دوسرے دن اس مغرب زدہ لیکچرار کی تقریر کا مدلل اور مفصل جواب دے کر اس کے تمام اعتراضات دور کردیئے"۔ اس دورے سے واپسی پر کراچی میں ایک عظیم الشان استقبالیہ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے محدث عصر علامہ محمد سید یوسف بنوریؒ نے مولانا ہزارویؒ کی اس انقلابی تقریر پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا "کہ جب مولانا ہزارویؒ نے اس مغرب زدہ پروفیسر کی تقریر کا مدلل جواب دینا شروع کیا تو پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا"۔ اس عالمی اجتماع میں دنیا بھر کے معروف اہل علم اور ممتاز مذہبی اسکالرز موجود تھے جنہوں نے مولانا کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں مدلل علمی خطاب پر مولانا کو شاندار خراج تحسین پیش کیا جبکہ مصر اور عالم اسلام کے معروف اخبارات و جرائد نے بھی مولانا کے خطاب کو سراہتے ہوئے جلی عنوانات سے شائع کیا۔

صحافت:

مولانا ہزارویؒ جمعیت علماء اسلام کی ہفت روزہ آرگن "ترجمان اسلام" عرصہ دراز تک مدیر اعلیٰ رہے جس میں آپ کی نوک قلم سے بے شمار علمی و اصلاحی مضامین شائع ہوتے رہے جن میں خاص کر ○ کالج میں ایمان۔ ○ اسلام اور غلامی۔ ○ دفاع صحابہؓ ○۔ اور سامراجیت وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

قید و بند:

مولانا ہزارویؒ عظیم انسان تھے ایسے عظیم انسانوں کے لئے تاریخ کو مدتوں منتظر رہنا پڑتا ہے تب کہیں ایسے عظیم انسان وجود میں آتے ہیں جو صرف عظمت ہی کے معیار پر پورے نہیں اترتے بلکہ ان کو دیکھ کر عظمت کا معیار قائم کیا جاتا ہے دنیا میں صاف گوئی بہت مشکل ہے لیکن مولانا ہزارویؒ جس بات کو حق سمجھتے تھے اس کا برملا اظہار کرتے تھے اسی حق گوئی کی پاداش میں تقریباً" ۶ سال مختلف اوقات میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔

بیعت:

مولانا ہزارویؒ سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل طریقت کے بزرگان دین سے والہانہ محبت اور گہری عقیدت رکھتے تھے سلسلہ تصوف میں خانقاہ عالیہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی کے معروف بزرگ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے بیعت تھے اور ممتاز فیض یافتہ علماء میں خاص مقام پر فائز تھے۔

مزاج:

مولانا ہزارویؒ ایک درویش صفت انسان تھے جرات و بے باکی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے جس بات کو حق سمجھتے تھے برملا کہہ دیتے تھے اور جس بات کو ناحق سمجھتے تھے اس پر فوراً" ٹوک دیتے طبیعت میں انتہاء پسندی تھی جس کی حمایت کرتے علی الاعلان اور جس کی مخالفت کرتے ببانگ دھل لیکن ان سے محبت و نفرت محض اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین کے لئے ہوتی تھی۔

وفات:

ہر شخص کو ایک نہ ایک دن اس دارفانی سے جانا ہے مگر مولانا ہزارویؒ اس شان سے اپنے خالق حقیقی سے جاملے کہ اسی کے ذکر میں مشغول تھے کہ بلاوا آگیا تین اور چار فروری ۱۹۸۱ء کی درمیانی شب اپنے اہل و عیال سے فرمایا کہ میں آپ سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور پھر کلمہ طیبہ کا ورد شروع کیا کلمہ طیبہ کا ورد کرتے کرتے قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

"خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

○

امام طحاویؒ کے نزدیک قیاس کی حجیت

پروفیسر ڈاکٹر حاجی ولی محمد، رحیم یار خان

قوانین شرعیہ میں دوسرا ذیلی ماخذ قیاس ہے۔ جس کا لفظی معنی 'اندازہ کرنا' اور ایک حکم کو دوسرے مماثل مسئلے پر منطبق کرنا ہے۔ قانون اسلامی میں ایک طرح کے مسائل مماثل حالات و اوصاف کی بناء پر کتاب و سنت سے ایک مسئلے کے حکم کو، اس کے مماثل و موافق دوسرے مسئلے پر حکم لگانے کا نام قیاس ہے۔

اسلام ایک ایسا عالمی دین ہے جو سارے عالم اور اقوام کے معاشی و معاشرتی زندگی میں صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سارے جہانوں کے نبی اور رسول ہیں۔ جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پھیلا۔ فتوحات کو وسعت حاصل ہوئی۔ اور اسلامی مملکت چاروں طرف پھیلی تو نئے نئے مسائل رونما ہوئے۔ ان مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں باآسانی حل کرنا ضروری تھا۔ اس سلسلے میں جس قاعدے اور اصول سے قوانین شریعت کو وسعت اور عالمگیریت نصیب ہوئی وہ قیاس اور اجتہاد کا مسلمہ اصول ہے۔

قیاس جو اسلامی قوانین میں حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اصول پر قائم ہے کہ تمام شرعی احکام خاص اغراض اور مصلحتوں کے تحت نازل کئے گئے ہیں۔ ان میں ہر حکم کی ایک علت ہوتی ہے۔ جسے معلوم کرلینے پر بہت سے نئے مسائل کے اسباب و علل مناسبت و مماثلت دیکھ کر ان کے لئے حکم باآسانی معلوم ہوجاتا ہے۔ شریعت میں کسی مسئلے کا حکم کسی علت و رہنمائی کے ساتھ موجود ہو تو اس شرعی حکم کو دوسرے مماثل علت والے مسئلے پر عائد کرنے کو قیاس اور اجتہاد کہتے ہیں۔

قیاس جمہور علماء کے نزدیک قوانین شرعیہ کا ذیلی ماخذ ہے اور دین میں حجت ہے اور اس سلسلے میں قرآن مجید، حدیث رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا عمل اس پر شاہد عدل ہے۔

علم فقہ کی اہمیت کے پیش نظر فقہاء اسلام کی کوششوں کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ مقدس ہستیاں امت کے لئے سراپا رحمت ثابت ہوئیں۔ انہوں نے قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ کو پڑھا، سمجھا اور پھر انسانی زندگی کے سارے مسائل کو سامنے رکھ کر قرآن و حدیث کی روشنی میں اوامر و نواہی سے متعلق احکام کا استنباط کیا۔ اور ہر عہد کا فقیہ معاشرے کا نباض اور قرآن و حدیث کا باریک بین عالم قرار پایا کہ اس نے ہر نئے مسئلے کے سلسلے میں احکام قلمبند کئے۔

اس سلسلے میں امام مالکؒ کی مؤطا اور امام محمد الشیبانی کے اصول و زوائد اور امام احمد بن حنبلؒ کی مسند، امام شافعیؒ کی کتاب الام وہ عظیم علمی اور فقہی کارنامے ہیں جن میں انہوں نے اصول فقہ اور اس کے علاوہ دیگر امور بیان کئے ہیں۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ان فرامین کی عملی تعبیر پیش کی جو انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمائے تھے۔

انسانی سوچ کے زاویئے اور پہلو کبھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ان میں اختلاف اور تنوع ہی انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ جہاں تک تفقہ و اجتہاد میں اختلاف رائے کا مسئلہ ہے۔ تو یہ بھی انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "**اختلاف امتی رحمة**" یہ فرمان نبی کریم ﷺ کی حکمت، دانائی اور بصیرت کا مظہر ہے جہاں تک اختلاف کو ہوا دینے کا مسئلہ ہے۔ یہ اسلام کے دشمنوں کا کام ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ فقہی امور میں باہم اختلاف معیوب نہیں بلکہ عین اصول دیانت کا حصہ ہے۔ مثلاً" انسانی زندگی میں نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں اور عقل انسانی ان کا حل سوچتی رہی ہے جن میں آراء مختلف ہوسکتی ہیں اور ان میں اختلاف کرنا عقل و دیانت کا عین مقتضی ہے۔ یہ اختلاف کسی حال میں بھی مضر نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کے لئے بصیرت کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اسمبلیوں میں حزب اختلاف کو اسی بناء پر ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ جب ایک گھر میں بسنے والے مختلف خیال اور مختلف طبائع کے مالک ہوسکتے ہیں۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ امت کے ذی فہم افراد اپنے اپنے دائروں میں قرآن و سنت سے مسائل نکالتے ہوئے الگ الگ رائے رکھنے والے نہ ہوں۔ قرآن و سنت میں بعض ایسے امور پائے جاتے ہیں جن کی تشریح اور توضیح عقل انسانی ہی کرسکتی ہے اور عقل انسانی کا فرق ظاہر ہے۔ اس لئے امت کا مسائل دین میں مختلف الرائے ہونا رحمت ہے۔ اسی طرح کے اختلاف کو رحمت کہا گیا ہے اور یہ کوئی عیب والی بات نہیں ہے۔

اگر ہم قرون اولیٰ کے مقدس نفوس یعنی صحابہ کرامؓ "تابعینؒ" اور ائمہ مجتہدین کے حالات

اور ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں بھی یہ اختلاف رحمت ہی کی صورت میں نظر آتا ہے۔ ان مسائل میں جو اختلافات صحابہ کرامؓ میں پیش آچکے ہیں ان کو مٹانے کے معنی اس کے سوا اور کیا ہوسکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی کسی ایک جماعت کو باطل قرار دیا جائے جو نصوص حدیث اور ارشادات قرآنی کی بالکل خلاف ہے۔ اسی لئے حافظ شمس الدین الذہبی اس اختلاف کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان مسائل دین میں جو اختلاف ہوچکا ہے وہ رحمت ہے اور اسے ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس سے ایک اور دینی سبق واضح ہوتا ہے کہ اس اختلاف فہم و فکر کو لڑائی جھگڑے کی وجہ نہ بنائیں، بلکہ مزید فہم و تعقل کے لئے ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے خاموشی، سکوت اور ہمدردی سے کام لیں دراصل فقہی اختلافات ایسے امور نہیں ہیں جن پر فرقہ بندیوں کا محاذ جنگ کھول دیا جائے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ان کے بعد ائمہ سلف نے ہمارے لئے کیا نمونہ چھوڑا ہے۔ تاریخ شاہد عدل ہے کہ منصف مزاج صحابہ کرامؓ تشتت و افتراق کی جگہ صبر و استقلال سے کام لیا اور اجتماعی طور پر ایک دوسرے کے مدد و معاون اور ہمدرد و مددگار بن کر لوگوں میں ہردلعزیز ہوئے۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ اپنے رسالہ "الانصاف" میں امت کے اختلاف کی جانب اس طرح خیال آرائی کرتے ہیں:

"ہمارے اسلاف کا یہ حال تھا کہ ان میں سے بعض لوگ (ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ اور امام شافعیؒ) سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ آواز سے پڑھتے تھے۔ مگر اہل مدینہ (امام مالکؒ، اوزاعیؒ، عبداللہ بن معبد الزیانی) سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم سرے سے پڑھتے ہی نہ تھے نہ آہستہ نہ بلند۔ لیکن اس کے باوجود امام ابو حنیفہؒ ان کے اصحاب اور امام شافعیؒ اہل مدینہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے"

اسی طرح ایک جماعت (امام ابو یوسفؒ وغیرہ) ایسی تھی جو تے کرنے اور پچھنے لگوانے کے بعد نئے وضو کو ضروری خیال کرتے تھے۔ جبکہ ایک جماعت (امام مالکؒ وغیرہ) ایسی بھی تھی جو نئے وضو کو ضروری نہیں سمجھتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ مثلاً امام ابو یوسفؒ نے ہارون الرشید کے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ ہارون الرشید نے پچھنے لگوانے کے بعد نیا وضو نہیں کیا تھا۔ جبکہ امام ابو یوسفؒ کے مذہب میں ایسی صورت میں وضو لازم ہے اور امام مالکؒ کے مذہب میں وضو لازم نہیں۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نجاست اور نکسیر کو ناقص وضو سمجھتے ہیں مگر جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے کہ جس کے بدن سے خون نکلا ہو مگر اس نے نیا وضو نہ کیا ہو تو امام احمد بن حنبلؒ نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں امام مالکؒ اور سعید بن المسیب کے پیچھے نماز نہ پڑھوں۔

اختلاف امت کے سلسلے میں ایک انتہائی خوبصورت مثال یہ بھی ہے کہ امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ کے مقبرے کے قریب فجر کی نماز پڑھی تو شیخ کے ادب و لحاظ سے دعائے قنوت کو ترک کردیا اور فرمایا کہ ہم کبھی کبھی اہل عراق کے مسلک پر بھی عمل کرلیتے ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ ائمہ سلف کے ہاں فقہی اختلاف محض رائے اور فکر کا اختلاف تھا اور یہ دین، ایمان اور عقیدے کا فرق نہ تھا۔ اس لئے باہم ادب و لحاظ اور پاسداری سے ایک دوسرے کو پذیرائی بخشی جاتی تھی۔ اور یہی اختلاف امت کے لئے رحمت کا باعث بنا کہ اسلامی فقہ دنیا کی واحد الہامی شریعت ہے جو ہر اعتبار سے مکمل اور زمانے کے ہر تقاضے اور انقلاب کے تقاضوں کی کفایت کرتی ہے۔

چنانچہ امام طحاوی کا نقل مذہب اور پھر مسلک حنفی اختیار کرنے کے باوجود بعض پہلوؤں میں اس سے اختلاف رائے رکھنا دراصل مذکورہ بالا حقیقت کا ثبوت فراہم کرتا ہے اور کسی لحاظ سے بھی اس میں قباحت کا پہلو نہیں نکلتا۔

ع۔ خدا رحمت کند' این عاشقان پاک طینت را

اس باب میں ہم ان مسائل پر بحث کریں گے جن میں امام طحاویؒ نے قیاس کو استعمال کرتے ہوئے استنباط و استدلال سے کام لیا ہے۔ قیاس کے ذریعہ استنباط احکام اور اس کے اسالیب کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔

امام طحاویؒ قیاس مسائل میں مختلف ائمہ فقہاء کے نکتہ نظر کو بیان کرتے ہیں اور ان کے دلائل بیان کرتے ہوئے آیات و احادیث کے معانی و مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔ پھر ان سب کے تناظر میں وہ اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

وضو میں سر کے مسح کے بارے میں ائمہ کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ فرض ہے یا واجب، پھر اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ پورے سر کا مسح فرض ہے یا سر کے بعض حصے کا مسح فرض ہے اس مسئلے کو امام طحاوی پہلے روایات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں اور پھر آخر میں عقلی دلائل سے مسئلے کو واضح کرتے ہیں۔

عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی سے روایت ہے:

عن رسول اللہ ﷺ انه اخذ بيده فی وضوئه للصلوة ماء فبداء بمقدم راسه ثم ذهب بيده الى مؤخر الراس ثم ردهما الى مقدمه

رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے وضو کرتے

ہوئے ہاتھ میں پانی لیا اور پھر سر کے سامنے سے ہاتھ پھیرتے ہوئے آخر سر تک لے گئے اور پھر سر کے سامنے تک واپس لائے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ "**ھذا احسن ما سمعت فی ذلک واعمه فی مسح الراس۔** میرے نزدیک یہ روایت اس باب میں احسن روایت ہے اور مسح راس میں عام تر ہے"

طلحہ بن مصرف اپنے والد سے وہ اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں:

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے مسح کرتے ہوئے دست مبارک مقدم راس سے موخر راس یعنی گردن کے سامنے تک لے گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انه اراهم وضو رسول اللہ ﷺ وسلم فلما بلغ مسح راسه وضع کفیه علی مقدم راسه ثم مربهما حتی بلغ القفائم ردهما حتی بلغ المکان الذی منه بدا

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے بتلایا۔ جب مسح راس پر پہنچے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں مقدم راس پر رکھیں اور پھر انہیں گدی تک لے گئے اور پھر اس جگہ لوٹا لائے جہاں مسح شروع کیا تھا۔

ان آثار کی روشنی میں امام مالک، امام احمد بن حنبل، المزنی، الجبائی یہ رائے رکھتے ہیں کہ وضو نماز میں پورے سر کا مسح واجب ہے اور اگر پورے سر کا مسح نہ کیا جائے تو اسے کافی نہیں سمجھتے۔

اور باقی اہل علم (زین بن علی، الناصر، الباقر، الصادق، احناف، اوزاعی، سفیان ثوری، لیث بن سعد، شافعیہ) نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

ان کی رائے یہ ہے کہ جو آثار ذکر کئے گئے ہیں۔ ان میں صرف یہی مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پورے سر کا مسح کیا اور ہم بھی وضو کرنے والے کو یہی کہتے ہیں کہ وہ پورے سر کا مسح کرے۔ لیکن پورے سر کے مسح کو فرض و واجب نہیں سمجھتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فعل میں اس امر پر کوئی دلالت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پورے سر کا مسح اس لئے کیا کہ وہ فرض ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اعضا تین تین دفعہ دھوئے۔ مگر وہ اس لئے نہیں کہ تین تین مرتبہ دھونا فرض ہے۔ اور اس سے کم دھونا کفایت نہیں کرتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ دھونا فرض ہے اور تین دفعہ دھونا فضیلت ہے اس کے علاوہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سے وہ آثار بھی تو روایت کئے گئے ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ پورے سر کا مسح فرض نہیں بلکہ بعض سر کا مسح فرض ہے۔ چنانچہ وہ روایات حسب ذیل ہیں۔

مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ توضاء وعلیه عمامة فمسح علی عمامته ومسح بناصیته

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور آپ ﷺ کے سر پر عمامہ تھا۔ پس آپ ﷺ نے عمامہ اور پیشانی پر مسح کیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے۔ وہ حضور ﷺ تک مرفوع کرتے ہیں۔

قل کنا مع رسول اللہ ﷺ فی سفر فتوضا للصلوٰۃ فمسح علی عمامته وقد ذکر الناصیة بشئی۔

وہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو کیا تو آپ ﷺ نے اپنے عمامہ پر مسح کیا اور کس قدر پیشانی پر بھی کیا۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان آثار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض سر یعنی پیشانی کا مسح کیا اور پیشانی کا ظاہر ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ باقی سر کا حکم بھی وہی ہو جو اس کے ظاہر کا ہے کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ صرف عمامہ پر مسح کرلیتے تو مسح راس کا حکم بھی مسح علی الخفین کا ہو جاتا اور مسح علی خفین اس وقت تک جائز نہیں جب تک دونوں پاؤں موزوں سے چھپے ہوئے نہ ہوں۔ اور اگر پاؤں کا کوئی سا حصہ بھی کھلا ہوا ہو تو یہ کافی نہیں ہو سکتا کہ جو حصہ کھلا ہے اسے تو متوضی دھوئے اور جو چھپا ہوا ہے اس پر مسح کرے۔ (بلکہ پورے پاؤں یا دھوئے جائیں گے یا ان پر مسح کیا جائے گا) تو اب دیکھنا یہ ہے کہ پاؤں کے دھونے میں جو حکم ظاہر حصے کا ہے وہی چھپے ہوئے حصے کا کیا گیا۔ پس جب ظاہر حصے کا دھونا واجب ہو گا تو چھپے ہوئے حصے کا دھونا بھی واجب ہوگا۔ پس چاہئے تھا کہ مسح علی الراس کا یہی حکم ہو، تاکہ جب اس کے ظاہر حصے کا مسح کرنا واجب ہوا تو باقی کا بھی واجب ہوتا تاکہ کل سر کا حکم واحد ہو جاتا۔ جیسا کہ پاؤں کا حکم واحد ہے جبکہ پاؤں کا بعض حصہ موزوں سے چھپا ہوا ہو اور بعض کھلا ہوا لیکن جب مذکور بالا اثر میں ہے کہ حضور ﷺ نے صرف پیشانی کے مسح پر اکتفا فرمایا اور پورے سر کا مسح کیا وہ فضیلت کے درجے میں ہے وجوب کے درجے میں نہیں ہے۔

اس طرح یہ تمام آثار متفق ہو جاتے ہیں اور ان کے درمیان کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہتا۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے اس مسئلہ کے متعلق بیان کیا وہ بطریق آثار کے ہے۔ اور جہاں تک بطریق نظر کا تعلق ہے سو وہ ہم دیکھتے ہیں کہ وضو میں بعض اعضاء کا حکم دھونے کا ہے اور بعض کا مسح کرنے کا ہے۔ جن اعضاء کا حکم دھونے کا ہے وہ منہ اور ہاتھ ہیں اور اہل سنت پاؤں کے دھونے کے بھی قائل ہیں جبکہ شیعہ ان پر مسح کرنے کے قائل ہیں تو اب اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ جس عضو کا دھونا واجب ہے اس کا تمام دھونا ضروری ہے اور بعض دھونا او بعض نہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

گزشتہ سے پیوستہ

گناہوں کے نقصانات

حکیم محمد عمر فاروق شیخ

چغل خوری اور اس کے نقصانات

حضرت عبدالرحمان بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے' اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے' دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں' اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ پاک کے پاکدامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں"۔ (مسند احمد' بیہقی' معارف الحدیث)

چغل خوری کی ہلاکت آفرینی

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے لیکن جس طرح یہ ایک بے بہا نعمت ہے اسی طرح یہ ایک خطرناک اور نہایت ہی نقصان دہ آفت بھی ہے' جیساکہ حدیث شریف میں موجود ہے وہ لوگ اسی زبان کے باعث اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "جو شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے' میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

زبان کی مثال دودھاری تلوار کی سی ہے اگر قرآن و سنت اور احکام الٰہیہ کے مطابق حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے اس سے صحیح کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضا و رضوان کا بہترین ذریعہ ہے اور اگر اس کو حدود شرعیہ کے خلاف چلایا جائے تو پھر یہی جہنم میں پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے کذب و افتراء و غیبت اور چغل خوری بھی آفات لسانیہ میں سے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ لوگ ان کو معمولی تصور کرتے ہیں جبکہ قرآن و سنت میں ان کی ہلاکت آفرینی کو بطور خاص بیان فرمایا گیا کیونکہ ان کے ذریعہ سے پھیلنے والی تباہی کے اثرات افراد سے لے کر قوم و معاشرہ اور ملک و ملت تک محسوس کیے جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم چغل خوری سے متعلق قرآن و سنت اور علماء امت کی تصریحات کو بیان کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں سورۃ قلم میں چغل خوری کے لئے سخت عذاب کی وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ایسے شخص کی بات پر اعتماد نہ کیا جائے اور نہ ان کا کہنا مانا جائے چنانچہ ارشاد ہے "اور تو مت کہا مان کسی قسمیں کھانے والے بے قدر کا جو طعنے دے اور چغلی کھاتا پھرے" لیکن افسوس ہے کہ لوگ ہر چغل خور کی بات نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اس وثوق سے اس پر اعتماد کرتے ہیں کہ کوئی کتنا ہی چغل خور کو غلط ثابت کرنے کے لئے حقائق پیش کرے لیکن ان کو اس کے خلاف یقین نہیں آتا اس پر امام قرطبیؒ چغل کی تعریف اور اس کا مقصد بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "لوگوں میں چغلی کھاتا پھرے تاکہ ان میں جھگڑا فساد واقع ہو" مطلب یہ کہ چغل خوری کرتے پھرنا اور فساد پھیلانے کی کوششیں کرنا ایسی چیز ہے کہ اس سے آدمی کا اعتبار اٹھ جاتا ہے اور ارشاد خداوندی کی رو سے اس کی کسی بات کا اعتماد نہیں ہے' اسی طرح سورۃ "ھمزہ" میں اللہ تعالیٰ نے چغل خوروں کے لئے ہلاکت اور جہنم کی وعید سناتے ہوئے فرمایا۔ "خرابی اور ہلاکت ہے عیب چین یعنی دوسروں کے عیب اچھالنے والے کے لئے" اس سورۃ کے ذیل میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں "ویل" کے معنی ہیں حزن' عذاب اور ہلاکت' بعض علماء کا قول ہے کہ یہ جہنم کی وادی کا نام ہے" "ھمزہ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے مابین فساد کراتے ہیں اور بے عیبوں میں عیب تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بدترین وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں اور دوسروں کے درمیان فساد ڈلواتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں"۔ (الحدیث)

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ چغل خوری بدترین لوگوں کا کام ہے جن کا مقصد محض بغض و عناد اور فساد پھیلانا ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کی وعید ہے بلکہ احادیث کی روشنی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قبر سے ہی ایسے لوگوں کا عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ جیساکہ ترمذی شریف میں ہے : حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا کہ ان قبروالوں کو عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کی وجہ سے اس عذاب میں مبتلا ہے۔ بعض محققین نے تو یہاں تک کہا کہ تمائی عذاب قبر اسی چغل خوری کے باعث ہوگا۔ اس کے علاوہ متعدد احادیث مبارکہ میں ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا"۔ (بخاری و مسلم ۸۰ ج ۱)

علامہ نوویؒ شرح مسلم میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "چغل خور وہ ہے جو محض جھگڑا کرانے کے لئے ادھر کی بات ادھر لگائے کہ فلاں آدمی تیرے بارے میں یہ بدگوئی کررہا تھا۔ یا تیرے خلاف فلاں فلاں منصوبہ بنا رہا تھا"۔ وغیرہ وغیرہ.........

چغل خوری کی تباہی کا ایک واقعہ

چغلی کس قدر قباحتوں اور خباثتوں کا مجموعہ ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے حماد بن مسلمہؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام فروخت کیا اور کہا کہ چغل خوری کے سواء اس میں کوئی عیب نہیں، مشتری نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور خرید کرلے گیا۔ غلام اپنے نئے مالک کے پاس کچھ دن رہنے کے بعد ایک دن اس کی بیوی سے کہنے لگا کہ تیرا شوہر تم سے محبت نہیں کرتا اور وہ تم سے جان چھڑانا چاہتا ہے تم ایسا کرو کہ استرہ لے کر رات کو سوتے میں اس کی گدی کے کچھ بال کاٹ لاؤ میں ان پر سحر کروں گا جس سے وہ تم سے محبت کرنے لگے گا ادھر جاکر اس کے شوہر سے کہا کہ تمہاری بیوی کا ایک شخص سے معاشقہ چل رہا ہے اور وہ تمہیں قتل کرکے اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اگر اعتماد نہ آئے تو کبھی نیند کی شکل بنا کر دیکھ لو۔ چنانچہ شوہر نے ایک دن نیند کی شکل بنائی تو بیوی استرہ لے کر آئی شوہر نے سمجھا واقعی یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے چنانچہ وہ اٹھا اور اس نے اپنی بیوی کو قتل کردیا اتنے میں بیوی کے گھر والے آئے انہوں نے شوہر کو قتل کردیا۔ یوں دو قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ (احیاء علوم الدین ۱۵۸ ج ۳)

مطلب یہ ہے کہ ادھر کی بات اور ادھر لگا کر بغض و عداوت کی آگ بھڑکائی جائے اور مسلمانوں کے درمیان اخوت و محبت کے بجائے نفرت پیدا کی جائے یہ سنگین اخلاقی اور معاشرتی جرم ہے۔

امام غزالیؒ اپنی مایہ ناز کتاب احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں کہ عام طور پر چغلی اس کو کہا جاتا ہے "کہ کوئی شخص کسی کو جاکر یہ کہے کہ فلاں نے تیرے بارے میں یہ بات کی ہے"۔ جبکہ چغلی صرف اس ایک شکل کا نام نہیں بلکہ چغلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کو بیان کرنا یا ظاہر کرنا جس کا اظہار پسندیدہ سمجھا جاتا ہے، خواہ کوئی بھی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرے، کہنے والا یا جس کے بارے میں کہا جائے، یا تیرا آدمی کوئی بھی، سب کی ناپسندیدگی برابر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ اظہار تحریری ہو یا تقریری صراحتاً" ہو یا اشارتاً" اور کنایہ میں سب چغلی کہلائے گا۔ چغلی میں چونکہ مقصود لڑائی، جھگڑا فساد اور بغض و عداوت ہوتی ہے اس لئے اگر چغل خور کی بات پر اعتماد کرلیا گیا تو چغل خور اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے گا اور معاشرہ امن و امان اور چین و سکون سے محروم ہوجائے گا، اور اجتماعیت سے نکل کر اکائیوں میں تحلیل ہوجائے گا۔

چغلی کو غیر موثر اور بے ضرر بنانے کا طریقہ

اس بارے میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ چغل خور اگر کسی کے سامنے کسی کی چغلی اور برائی کرے تو اس کی چغلی کو غیر موثر اور بے ضرر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل چھ اصولوں کو اپنالیا جائے تو انشاء اللہ اس کی چغلی غیر موثر ہوجائے گی اور ماحول اس کی ممکنہ ہلاکت آفرینی سے محفوظ ہوجائے گا، اور اس سے چغل خور کی حوصلہ شکنی ہوگی تو وہ آئندہ کے لئے چغل خوری کی ہمت ہی نہیں کرے گا۔ وہ چھ اصول یہ ہیں:

○ چغل خور کی بات پر یقین نہ کیا جائے کیونکہ وہ فاسق ہے اور فاسق آیت کریمہ (اے ایمان والو! اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر تو تحقیق کرلو، کہیں زیادتی نہ کر بیٹھو کسی قوم پر نادانی سے.....) کی رو سے مردود الشہادۃ ہے اور اس پر اس لئے بھی اعتماد نہ کیا جائے کہ یہ جیسے آپ کے سامنے کسی کی چغلی کررہا ہے ایسے ہی کسی کے سامنے آپ کی بھی چغلی کھائے گا۔

○ ارشاد باری ـــــ (بھلائی کا حکم کیجئے اور برائی سے منع کیجئے) پر عمل کرتے ہوئے چغل خور کو اس فعل بد سے منع کیا جائے اور اسے نصیحت کرتے ہوئے اس کے سامنے چغلی کی قباحت اور برائی کو نہایت اچھے انداز اور حسین پیرائے میں بیان کیا جائے کہ وہ آئندہ کے لئے اس سے باز آجائے۔

باقی آئندہ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۴۵۵۷۳۰ -

اخبارِ ختمِ نبوت

عمران خان اور توہین رسالت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، پیر شوکت علی، علامہ ابو ٹیپو خالد الازہری اور حاجی عبدالحمید رحمانی نے اپنے مشترکہ بیان میں پاکستان تحریک انصاف کے قائد عمران خان کے بھارتی ہفت روزہ (نئی دنیا) کو دیئے گئے انٹرویو پر سخت تنقید کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمران خان کا یہ بیان کہ "پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں اپنی ذاتی رائے کا اظہار غیر اسلامی نہیں" توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں کو شروع ہی سے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے عناد ہے اور دنیا بھر میں توہین رسالت کے مبینہ واقعات کے پس پردہ یہودی لابی کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اب یہودی لابی نے اپنے داماد کے ذریعے نیا شوشہ چھوڑا ہے جس سے تمام مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کسی قسم کا لفظ جس میں گستاخی کا شائبہ بھی پایا جاتا ہو 'توہین رسالت' کے زمرے میں آتا ہے۔ آزادی تحریر و تقریر کے عالمی اصول کو غلط مفہوم میں پیش کرنا عقل و دانائی پر ظلم ہے آزادی کی تعریف یہ ہے کہ دوسروں کی آزادی مجروح نہ ہو۔ کروڑوں انسانوں کے قلوب کو مجروح کردینا آزادی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیت سے مرعوب ہوکر اسلام کے احکامات کو بدلنے یا منسوخ کرنے کا یہ نامبارک سلسلہ ایک بار پھر شروع ہوگیا تو پھر اس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک نے پہلے ہی خبردار کردیا ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی طرف سے کسی جزوی انحراف سے مطمئن نہیں ہوں گے بلکہ ان کی ثقافتی اقدار تہذیبی اصول اور ورثہ کو اپنالیں۔ ظاہر بات ہے کہ اسلام کے عقائد کو احکام جن تصورات پر قائم ہیں، وہ دور جدید کے لادینی، مغربی، جمہوری تصورات سے بنیادی طور پر متعارض ہیں۔ اس لئے یہ کوشش فضول ہے کہ اسلامی احکام کی وہ تعبیریں کی جائیں جن کو آج کا لادینی مغربیت زدہ طبقہ چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لندن کے ہائیڈ پارک میں اسپیکر کارنر میں آزادی تقریر کا مظاہرہ ہوتا ہے جو چاہے جس کو چاہے گالیاں دے مگر وہاں بھی شرط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام، اور ملکہ وقت کے خلاف ایک حرف زبان سے نہ نکالے۔

انہوں نے کہا کہ الیکشن سے ایک روز پہلے عمران خان کا اصلی چہرہ مسلمانوں کے سامنے آگیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ عمران خان فوری طور پر پوری ملت اسلامیہ سے معافی مانگے اور آئندہ کے لئے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے احتیاط برتے۔

ممتاز تاجر حاجی عبداللطیف کو صدمہ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مولانا حافظ مظہر احمد کا ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ مکہ مکرمہ میں انتقال ہوگیا۔ بیت اللہ شریف میں مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی بعد ازاں جنت المعلیٰ میں تدفین کی گئی۔ مولانا مظہر احمد مرحوم کے انتقال پر علماء اور تاجر برادری اور عوام کی بڑی تعداد نے ان کے گھر جاکر ان کے والد ممتاز تاجر حاجی عبداللطیف سے اظہار تعزیت کیا۔ جن میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مولانا محمد بنوری، مولانا مفتی نظام الدین شامزی، مولانا عبدالقیوم، قاری شیر افضل خان، مولانا قاری محمد عثمان، مولانا حماد اللہ شاہ، مولانا مفتی عزیز الرحمان رحمانی، جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد نذیر احمد تونسوی، قاری حافظ محبوب احمد تونسوی، ابن قاری منظور احمد تونسوی، محمد انور رانا، مولانا محمد اشرف کھوکھر، مولانا عبدالرحمان فاروقی، حاجی مسعود احمد، حاجی محمد مسکین اور تبلیغی جماعت کے اکابرین شامل تھے۔ دریں اثناء عالمی مجلس کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا سعید احمد جلال پوری ختم نبوت کے جملہ مبلغین اور ادارہ نے مولانا مظہر احمد کی وفات پر ان کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

مولانا محمد یوسف رحمانی کا سانحہ ارتحال

شعلہ بیان مقرر، جرات مند و بہادر خطیب، مایہ ناز مناظر، رفض و بدعات کی رد میں گوہر یکتا۔ مولانا محمد یوسف رحمانی ایک عرصہ صاحب فراش رہ کر انتقال فرماگئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** مرحوم رفض و بدعات کی تردید میں اپنی مثال آپ تھے۔ قدرتی طور پر مناظرانہ اوصاف سے متصف تھے۔ لادین عناصر ان کی گھن گرج سے لرزہ براندام ہوجاتے۔ بنیادی طور پر لودھراں جنوبی سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ، قصور، بہاولپور، نارووال میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ قصور میں مسجد

مدرسہ تعمیر کیا۔ کچھ عرصہ سے شوگر اور فالج کے مریض چلے آرہے تھے۔ گوجرانوالہ کے ایک مدرسہ میں کافی عرصت کی صاحب فراش رہے۔۔ لیکن ۔مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ان کے برادر اکبر مجاہد ختم نبوت مولانا محمد موسیٰ لودھراں بمع کچھ احباب انہیں اپنے آبائی علاقہ لودھراں لے آئے۔ اور بہاول وکٹوریہ (بی۔ وی) ہسپتال بہاولپور' میں داخل کرایا لیکن جانبر نہ ہوسکے۔ دسمبر ۱۹۹۶ء کو انتقال کرگئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** آپ مناظرہ میں دفاع کے قائل نہیں تھے۔ مناظرہ میں جارحیت و اقدام کی خوبی تھی۔ بڑے بڑے مناظران کے سامنے آنے سے گھبراتے۔ خداوند قدوس نے انہیں کئی ایک خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان کی وفات سے ملک عزیز ایک فاضل خطیب و مناظر کے وجود سے محروم ہوگیا۔ خداوند قدوس انہیں جوار رحمت سے سرفراز فرمائیں۔ ان کے گناہوں سے درگزر فرمائیں۔ اور ان کی بیوہ اور بچوں کی حفاظت و کفالت فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں' قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مولانا محمد عزیز الرحمان جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد سکھروی' صاحبزادہ طارق محمود فیصل آبادی' مولانا خدا بخش نے ایک اخباری بیان میں مرحوم کی وفات پر قلبی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ خداوند قدوس مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اور ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور گناہوں سے درگذر فرمائے۔

نئی حکومت قادیانیت کے فروغ کو روکے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے ایک پریس ریلیز میں کہا ہے کہ گورنر پنجاب طارق رحیم کی خواہش پر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے حکومت کی طرف سے پاسپورٹ اور سرکاری دستاویزات میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کو احمدی لکھے جانے کے مسئلہ پر ملاقات کی جس میں گورنر پنجاب نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ اس مسئلہ میں وفاق حکومت سے بات کریں گے جبکہ وفد کے ارکان نے حکومت پر واضح کیا کہ جب تک حکومت سرکاری طور پر اس حکم کو واپس نہیں لیتی اور صدر پاکستان ٹیلی ویژن پر اس کا اعلان نہیں کرتے' اس وقت تک ہماری تحریک جاری رہے گی۔

بقیہ : بات معلوم ہوگئی؟

عالم ﷺ کی پناہوں اور چھاؤں میں آگئے!! رب جلیل ان تمام لوگوں کے لئے بھی ایسا ہی انتظام فرمادے جو اس وقت تک اس گمراہی کا شکار ہیں اور ان کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان کا سامان فرمائے' انہیں غور و فکر کی توفیق اور پھر سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں میں سر رکھ کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کا توشہ ملے۔ الھم ربنا آمین

بقیہ : امام طحاویؒ

دھونا کافی نہیں۔ اس طرح جس عضو کا مسح کرنا واجب ہے اور وہ سر ہے تو بعض یعنی (امام مالکؒ) نے کہا کہ پورے سر کا مسح واجب ہے جس طرح اعضائے وضو پورے دھوئے جاتے ہیں۔ اور بعض (یعنی احناف) نے کہا کہ بعض سر کا مسح کرنا کافی ہے۔ پورے سر کا نہیں۔ تو اب ہم نے اس امر پر غور کیا کہ جس جس عضو کا مسح کرنا واجب ہے اس کے مسح کرنے کا حال کیا ہے؟ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ مسح علی الخفین میں اختلاف کیا گیا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ پاؤں کے ظاہر و باطن (یعنی اوپر نیچے) دونوں کا مسح کیا جائے اور باقی علماء نے فرمایا ہے کہ صرف ظاہر کا مسح کیا جائے' باطن کا نہیں۔ بہرکیف اس امر میں دونوں کا اتفاق ہے کہ پاؤں کا مسح میں جو مقدار فرض کی گئی ہے اس میں ظاہر و باطن یا صرف ظاہر کا مسح کرنے کا ذکر ہے۔ کل پاؤں کی تصریح نہیں اور مسح علی الخفین میں اختلاف ظاہر و باطن کا ہے۔ کل یا بعض کا نہیں اس لئے پیشانی کے مسح کو مسح علی الخفین پر قیاس کرنا صحیح ہوا تو اس پر قیاس کرکے مسح راس کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے کہ مقدار مفروض سر کا مسح کرنا ہے نہ کہ کل سر کا۔ او یہی امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد (رحمہم اللہ) کا قول ہے اور ایسا ہی آنحضرت ﷺ کے بعد بعض صحابہ کرامؓ سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

چنانچہ سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ "**انہ کان یمسح بمقدم راسہ اذا توضاء**" جب وہ وضو کرتے تو مقدم راس کا مسح کیا کرتے تھے۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۳۵۸۰۳

مرزا کو......خوفِ خدا سے کیا مطلب ؟

عبدالحق تمنا.........کراچی

غلام ذہن کو شرم و حیاء سے کیا مطلب
خوشامدی کو کسی پارسا سے کیا مطلب

خدا کے حکم کو منسوخ کردیا جس نے
وہ بدنصیب ہے اس کو خدا سے کیا مطلب

نہ دے زکوۃ جو اور دوسروں کی کھا جائے
اسے یتیم کی آہ و بکا سے کیا مطلب

وہ جس کو فخر ہو انگریز کی غلامی پر
اسے رسولؐ خدا کی رضا سے کیا مطلب

جو قادیاں کی دوزخ کو ارض پاک کہے
اسے مدینے کی ٹھنڈی ہوا سے کیا مطلب

وہ جس نے کی ہو خدا کے کلام میں تحریف
ہے لعنتی اسے خوف خدا سے کیا مطلب

غرض غلام تھا زن کا' زمین کا' زر کا
اسے خدا اور رسولؐ خدا سے کیا مطلب

ہفت روزہ ختم نبوۃ

دنیا بھر میں

آپ کے

تجارتی و کاروباری

تعارف کا موثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وہائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

ہزاروں افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں

○ آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

○ ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروز حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت، معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوۃ

پڑھئے اور دوسروں تک بھی پہنچایئے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایم۔اے جناح روڈ پرانی نمائش کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340